ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
www.tanzeem.org
25
19 تا 25 جون 2012ء/28 رجب المرجب تا 04 شعبان 1433ھ

امت مسلمہ کا احیاء

امت مسلمہ جو صحیح معنوں میں اسلام کی عملی تصویر ہو ——— صدیوں سے ناپید ہے۔ کیونکہ امت مسلمہ کسی ''خطۂ زمین'' کا نام نہیں ہے جو کبھی اسلام کا مسکن رہا ہو، نہ کسی قوم کا نام ہے، جس کے آباء واجداد تاریخ کے کسی دور میں نظامِ اسلامی کے علمبردار رہے ہوں۔

''اُمتِ مسلمہ'' تو انسانوں کی وہ جماعت ہے جس کی رسوم وروایات، جس کے افکار وتصورات، جس کے عقائد ونظریات، جس کی اخلاقی قدریں اور ترک واختیار کے پیمانے غرض ساری چیزیں شریعتِ اسلامیہ کے چراغ کا پرتو ہوں۔ اور سچ پوچھو تو ایسی امت اُس وقت سے ناپید ہے جب سے شریعتِ الٰہی حکومت کے ایوانوں سے بے دخل ہے۔ ضروری ہے کہ یہ ''اُمتِ'' اس زمین پر دوبارہ ''نمودار'' ہو، تاکہ اسلام انسانیت کی قیادت کے سلسلے میں اپنا متوقع کردار پھر ادا کر سکے۔

ضروری ہے کہ وہ امت پھر ''سامنے لائی جائے'' جو غلط تصورات وافکار، گمراہ نظریات اور باطل نظاموں کے انبار میں کھو کر رہ گئی ہے۔ ان نسلوں کے ہجوم میں گم ہو کر رہ گئی ہے جن کو نہ اسلام سے کوئی واسطہ ہے، نہ شریعتِ اسلامی سے۔ اگرچہ عام طور پر یہ گمان ہے کہ وہ نام نہاد ''اسلامی دنیا'' میں موجود ہے!!!

نقوشِ راہ
سید قطب شہیدؒ

اس شمارے میں

.....شہزادوں کی کشتی رانی

دعوت الی القرآن کا مدعا

واقعۂ شق القمر اور تکذیب آیات

ضیاء الحق مرحوم کی اسلامائزیشن؟

بجٹ 13-2012ء
ایک جائزہ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

شیزان کا بائیکاٹ کیوں ضروری ہے؟

آج کی مسلمان خواتین!

الہدیٰ (518)

سورۃ ہود

(آیات: 110 تا 113)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ؕ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱۱﴾ فَاسْتَقِمْ كَمَاۤ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ؕ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾ وَلَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

’’اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تو اس میں اختلاف کیا گیا۔ اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک بات پہلے نہ ہو چکی ہوتی تو ان میں فیصلہ کر دیا جاتا۔ اور وہ تو اس سے قوی شبہے میں (پڑے ہوئے) ہیں۔ اور تمہارا پروردگار ان سب کو (قیامت کے دن) ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا۔ بیشک جو عمل یہ کرتے ہیں وہ اس سے واقف ہے۔ سو (اے پیغمبرؐ) جیسا تم کو حکم ہوتا ہے (اس پر) تم اور جو لوگ تمہارے ساتھ تائب ہوئے ہیں قائم رہو۔ وہ تمہارے (سب) اعمال کو دیکھ رہا ہے۔ اور جو لوگ ظالم ہیں ان کی طرف مائل نہ ہونا نہیں تو تمہیں (دوزخ کی) آگ آ لپٹے گی۔ اور اللہ کے سوا تمہارے اور دوست نہیں ہیں (اگر تم ظالموں کی طرف مائل ہو گئے) تو پھر تم کو (کہیں سے) مدد نہ مل سکے گی۔‘‘

اور موسیٰ علیہ السلام کو ہم نے کتاب دی تھی پھر اس میں اختلاف کر دیئے گئے اور اگر تیرے رب کی طرف سے ایک بات پہلے سے طے نہ ہو چکی ہوتی تو ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جاتا اور حقیقت یہ ہے کہ اب یہ لوگ تورات کے بارے میں بھی کچھ شکوک وشبہات میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ سورۃ الشوریٰ میں یہ بات کھل کر آئے گی کہ رسولوں کو جو کتابیں دی جاتی ہیں اُن کی امت اُن کی وارث بنتی ہے۔ پھر جب ان کی امت میں زوال واضمحلال اور بے عملی آتی ہے تو اس کے نتیجے میں اُس کتاب پر بھی ان کا پورا یقین نہیں رہتا کہ واقعتاً وہ اللہ کی کتاب ہے۔ بلکہ اس کے بارے میں وہ شکوک وشبہات میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

اور یہ جتنے بھی لوگ ہیں ان سب کو آپ کا رب ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا۔ جو کچھ یہ کر رہے ہیں وہ اس سے باخبر ہے۔ تو اے نبیؐ آپ ڈٹے رہیے جیسا کہ آپ کو حکم ہوا ہے۔ اور جن لوگوں نے آپ کے ساتھ توبہ کی، وہ شرک سے باز آئے، کفر کو چھوڑا، ایمان لے آئے اور آپ کے ساتھ پلٹ آئے ہیں، تو اب آگے نہ بڑھیے۔ تجاوز یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عذاب کی جلدی کریں یا غصے میں آ کر لوگوں کی مخالفت کی وجہ سے اپنا حلم کا دامن ہاتھ سے چھوڑ بیٹھیں۔ یہ مختلف چیزیں ہو سکتی ہیں۔ جو کچھ تم کر رہے ہو اسے بھی اللہ دیکھ رہا ہے جو کچھ وہ کر رہے ہیں اسے بھی دیکھ رہا ہے۔ تمہیں تو تمہارا اجر وثواب دے گا اور ان کو اُن کے اعمال کی سزا دے گا۔ اور مسلمانو دیکھو، ان ظالموں کی طرف تمہارا کوئی جھکاؤ نہ ہو جائے، رشتہ داری یا دوستی کی وجہ سے یا اُن پرانے مراسم کے سبب جو چلے آ رہے ہیں۔ اگر کہیں اس وجہ سے تم ان کی طرف جھک گئے تو تمہیں بھی آگ پکڑ لے گی اور پھر تمہیں اللہ سے بچانے والے کوئی حمایتی نہیں ہوں گے، پھر تمہاری مدد نہیں کی جائے گی۔

فرمان نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

بدگمانی سے بچو

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَافَسُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا)) (متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’تم دوسروں کے متعلق بدگمانی سے بچو، کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔ تم کسی کی کمزوریوں کی ٹوہ میں نہ رہا کرو اور جاسوسوں کی طرح رازدارانہ طریقے سے کسی کے عیب معلوم کرنے کی کوشش بھی نہ کیا کرو اور نہ ایک دوسرے پر بڑھنے کی بے جا ہوس کرو، نہ آپس میں حسد کرو، نہ بغض وکینہ رکھو اور نہ ایک دوسرے سے منہ پھیرو، بلکہ اے اللہ کے بندو! (اللہ کے حکم کے مطابق) بھائی بھائی بن کر رہو۔‘‘

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

کرپشن کے سمندر میں شہزادوں کی کشتی رانی

اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں مال اور اولاد کو انسان کے لیے آزمائش قرار دیا ہے۔ انسانی تاریخ پر نگاہ ڈالیں تو یہ محبت انسان کی ازلی کمزوری دکھائی دیتی ہے۔ انبیاء اور صالحین کے سوا بہت کم انسان اس آزمائش میں پورے اترتے نظر آتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے نہ اولاد سے محبت سے منع فرمایا ہے اور نہ حلال و جائز ذرائع سے مال کمانے سے روکا ہے۔ اصل مسئلہ اس محبت کو حدود و قیود اور قانون وضابطے کے دائرے میں رکھنے کا ہے۔ انسان اس محبت کی بنا پر حدود و قیود کو کیوں پھلانگتا ہے اور قانون وضابطے کیوں توڑتا ہے؟ غور کیجیے تو معلوم ہوگا درحقیقت انسان کو اپنی ذات سے انتہائی محبت ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اولاد میری ہی جان و جسم کا تسلسل ہے اور میری اور میری نسل کی حفاظت کے لیے مال ناگزیر ہے۔ یہ محبت اُس صورت میں کنٹرول میں رہ سکتی ہے اور انسان کو ظلم و زیادتی سے روک سکتی ہے اور دوسروں کے حقوق غصب کرنے کے راستے میں حائل ہوسکتی ہے اگر اُس کے ذہن و قلب میں کوئی اور محبت سما جائے یا خوف چھا جائے یا کسی عظیم ہستی پر اُس کا بھروسا اتنا قوی ہو جائے کہ اُسے اپنی ذات کے تحفظ کا یقین ہو جائے۔ ایک مسلمان کی ایمانی کیفیت جتنی بہتر ہوگی، اللہ پر اُسے جتنا زیادہ بھروسا ہوگا، آخرت کا جس قدر خوف اُس پر طاری ہوگا، وہ مال اور اولاد کی محبت کو اتنا زیادہ کنٹرول کر سکے گا اور ایک قوم پرست کو جتنی زیادہ محبت اپنی قوم، اپنی سرزمین اور اپنے کلچر سے ہوگی، اتنا ہی وہ مال و اولاد کی محبت پر کنٹرول کرنے پر قادر ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ میں جہاں ہمیں اللہ کی راہ میں جان و مال قربان کرنے والوں کی ایک طویل فہرست ملتی ہے، اپنی قوم اپنے وطن کی خاطر قربانیاں دینے والے بھی کثیر تعداد میں ملیں گے۔ یہ بات الگ ہے اور صدفی صد درست بھی ہے کہ اللہ کی راہ میں جان و مال کی قربانی دینے والے صرف اس دنیوی زندگی میں سرخرو نہیں ہوتے بلکہ اُخروی اور ابدی زندگی میں بھی کامیاب و کامران ٹھہرتے ہیں۔

اللہ رب العزت نے مسلمانانِ پاکستان کو اپنی خصوصی رحمت سے نوازا۔ اُن کے دین کو اُن کی قومیت کی بنیاد بنا دیا۔ دنیا کے ایک سو ننانوے ممالک میں پاکستان واحد ملک ہے جسے لاالٰہ الااللّٰہ کا عنوان دے دیا گیا۔ یوں کہہ لیجیے کہ اُس کے ماتھے پر کلمۂ طیبہ کندہ کر دیا گیا۔ یہ اعزاز کسی دوسرے اسلامی ملک کو بھی حاصل نہیں۔ جب مسلمانان پاکستان کا تعلق اپنے دین سے کمزور ہوا اور پاکستان تو حاصل ہی کیا گیا تھا قومیت کی نفی کر کے تو پاکستانیت سے تعلق کمزور ہونا فطری اور منطقی تھا۔ یہ جو ہم روزمرہ کی زندگی میں اس طرح کے جملے سنتے ہیں ''کھا جاؤ، کوئی بات نہیں سرکاری مال ہے'' یا ''یہ پاکستان ہے، یہاں سب چلتا ہے''۔ یہ اُس تعلق کے کمزور پڑنے کا نتیجہ ہے کہ عوام کی زبان سے یہ جملے نکلتے ہیں۔ اب پاکستان غیر کی ایک کھیتی ہے یا ایک ایسا جنگل ہے جہاں طاقت اصل قانون ہے۔ لہٰذا حکمران (حکمران سے مراد ہر وہ طبقہ یا شخص ہے جو کسی نہ کسی شعبہ میں طاقت رکھتا ہے) پاکستان کے ساتھ وہی سلوک کر رہے ہیں جو ایک بدنیت، بددیانت اور ایمان سے عاری انسان غیر کے مال کے ساتھ کرے گا۔ اُنہوں نے جب محسوس کیا کہ اُن کے اپنے تو صرف دو ہاتھ ہی ہیں اور مال سمیٹنے میں دوسرا سبقت نہ لے جائے تو انہوں نے اپنی اولاد کو بھی اس میدان میں اتارا اور خود ان کے تحفظ کا فریضہ انجام دینے لگے۔ پرویز مشرف کے دور میں مونس الٰہی نے لوٹ مار کے حوالے سے جس ہنرمندی کا مظاہرہ کیا تھا اور جس تندہی سے مالِ مفت سمیٹا تھا، فرزندان اور وارثانِ چودھری ظہور الٰہی نے اُس کے تحفظ کے لیے ذوالفقار علی بھٹو اور پیپلز پارٹی سے پیار و محبت کی پینگیں بڑھائیں اور بالآخر اتحاد کر لیا۔ جبکہ ظہور الٰہی

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان' نظامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

بانی: اقتدار احمد مرحوم

19 تا 25 جون 2012ء — جلد 21
28 رجب المرجب تا 04 شعبان 1433ھ — شمارہ 25

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد' **طابع:** رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67-اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور-54000
فون: 36366638-36316638 فیکس: 36313131
E-Mail:markaz@tanzeem.org

مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 450 روپے
بیرون پاکستان

انڈیا ---------- (2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)

ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

خاندان کی خواتین ہی نہیں بچے بھی پیپلز پارٹی کوظہور الٰہی کا قاتل سمجھتے ہیں۔ حمزہ شریف اور سلمان شریف اور میاں شریف کے خاندان کے دوسرے شہزادے بھی لنگوٹ کس کر میدان میں اترے ہوئے ہیں اور اپنے کمالات کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں۔ گیلانی صاحب نے صرف بیٹوں پر اکتفا نہیں کیا، سارے خاندان کو ہی اس سونے کی کان میں کان کنوں کی حیثیت سے داخل کر دیا ہے اور وہ وزیراعظم کی طرف سے لگائی ہوئی ذمہ داری احسن طریقے سے ادا کر رہے ہیں۔ بیوروکریٹس کی اولاد تو ایک عرصہ سے پڑھے لکھے انداز میں اس کام میں مصروف تھی۔ وہ بھی سیاسی شہزادوں سے مکمل تعاون کر رہے ہیں۔ ابھی اور بہت سوں کا ذکر ہوتا کہ ارسلان افتخار بیچ میں آٹپکے ہیں۔ شواہد تو یہی ظاہر کرتے ہیں کہ انہوں نے بھی خوب ہاتھ رنگے ہیں لیکن ان کا معاملہ اس لحاظ سے الگ لگتا ہے کہ انہیں والد محترم کی آشیرباد حاصل نہ تھی، نہ ہی وہ انہیں تحفظ دے رہے تھے۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ چیف جسٹس نے ملک ریاض کے حق میں کسی سطح پر بھی کوئی فیصلہ نہ دیا۔ البتہ یہ بات ہمیں بڑی عجیب لگی کہ چیف صاحب نے جناتی قوتوں سے تصادم مول لیا ہوا تھا۔ وہ صدر، وزیراعظم اور اُن کے وزراء اور اُن کے لاڈلے سروس کے لوگوں کو ہی نہ للکار رہے تھے بلکہ آج کل اُن کا غضب لاپتہ افراد کے حوالے سے فوج پر بھی نازل ہو رہا تھا اور وہ اس سے بالکل بے خبر رہے کہ ان کی چارپائی تلے کیا ہو رہا ہے۔ انہوں نے کیسے فرض کر لیا کہ لٹیروں کا ٹولہ اس سے صرفِ نظر کرے گا اور اپنا اگلا پچھلا حساب نہیں چکائے گا۔ چیف صاحب یقیناً ایک اچھے اور نیک نیت منصف ہوں گے لیکن ایک باپ کی حیثیت سے وہ بری طرح ناکام ہوئے ہیں۔

بہرحال کرپشن کے سمندر میں بہت سے شہزادے کشتی رانی کر رہے ہیں اور اپنی پھرتی اور مہارت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ ہم نے دلّی لوٹنے کا محاورہ سنا ہوا ہے۔ دہلی لوٹتے دیکھی نہیں تھی لیکن اب اسلام آباد بلکہ پاکستان کا چپہ چپہ لوٹا جاتا دیکھ رہے ہیں۔ ہمیں یہ سب کچھ تحریر کرتے ہوئے خوشی نہیں بلکہ بہت دکھ ہو رہا ہے۔ انسان مال اور اولاد کی محبت میں اس طرح اندھا ہو جائے اور سوچ و فکر اور عقل سے اس قدر عاری ہو جائے کہ موت اور آخرت کی بات تو بعد کی ہے دنیا میں اس شجر پر اس بے دردی سے کلہاڑا چلائے جس کے سائے میں وہ بیٹھا ہے، یقیناً یہ بہت دکھ کی بات ہے اور دنیا و آخرت کا اس میں خسارہ ہے۔ البتہ ایک بات ہماری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کوڑ کباڑ اور گندگی کے ڈھیر کو یکجا کر رہا ہے۔ وہ ضرور کسی کو سامنے لائے گا جو اس ڈھیر کو نذرِ آتش کر کے خاک اور راکھ میں بدل دے گا۔ جس سے حکمران اور اُن کے شہزادے اپنی منطقی انجام کو پہنچ جائیں گے۔ اب وہ وقت دور نہیں ہے۔ انتظار کی گھڑیاں ختم ہونے کو ہیں۔ اللہ تعالیٰ شر سے خیر برآمد کرے گا۔ ان شاء اللہ

☆☆☆

بیاد بہ مجلس اسرار

دعوت الی القرآن کا مُدّعا

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (ترجمہ) ’’جس نے قرآن کی بنیاد پر بات کہی اُس نے سچ کہا، اور جس نے قرآن پر عمل کیا اس کا اجر محفوظ ہے، اور جس نے قرآن کی بنیاد پر کوئی فیصلہ دیا اس نے عدل کیا اور جس نے قرآن کی طرف بلایا اُسے تو سیدھے راستے کی طرف ہدایت دے دی گئی۔‘‘ کسی اور کو ہدایت حاصل ہو یا نہ ہو، یہ داعی کے ذمے نہیں ہے، البتہ جو قرآن کی طرف بلا رہا ہے اس کی ہدایت یقینی (ensured) ہے۔

اب جان لیجیے کہ دعوت الی القرآن کا مطلب کیا ہے۔ لوگوں سے یہ کہنا کہ قرآن پڑھو اور پھر انہیں قرآن پڑھانا، لوگوں کو دعوت دینا کہ قرآن سمجھو اور پھر انہیں سمجھانا دعوت الی القرآن ہے۔ دعوت الی القرآن کا مقصد یہ بھی ہے کہ اپنی انفرادی زندگی میں بھی قرآن پر عمل کرو اور اجتماعی زندگی میں بھی اسے ایک نظام کی حیثیت سے قائم کرو۔ یہ بھی دعوت الی القرآن ہے کہ اس قرآن کو پہنچاؤ دنیا کے ایک ایک انسان تک۔ اس لیے کہ حضور ﷺ کو پوری نوعِ انسانی کے لیے بھیجا گیا تھا: ﴿وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا﴾ (سبا:28) اور خطبہ حجۃ الوداع میں آپؐ نے فرما دیا تھا کہ دیکھو میں نے تمہیں پہنچا دیا: ((فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ)) (متفق علیہ) ’’اب جو موجود ہیں وہ ان کو پہنچائیں جو یہاں موجود نہیں ہیں‘‘۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس عظیم مشن کو لے کر پوری دنیا میں پھیل گئے۔ ہم مدینے کی گلیوں کی بات کرتے ہیں، مدینے میں دفن ہونے کی آرزو کرتے ہیں، لیکن وہ مدینہ منورہ کو چھوڑ کر نکلے۔ ان میں سے کوئی فارس میں دفن ہے تو کوئی عراق میں۔ کوئی شام میں ہے تو کوئی مصر میں۔ اور آپ کو معلوم ہے کہ حضور ﷺ کے میزبان حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ قسطنطنیہ کی فصیل کے نیچے دفن ہیں۔ اس لیے کہ اُن حضرات کے پیشِ نظر دین کو پھیلانا تھا۔

(محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی تفسیر ’’بیان القرآن‘‘ (حصہ اوّل) سے ایک اقتباس)

ایمان کے لغوی اور شرعی معنی، ایمان کا فلسفہ، ایمان و عمل کا باہمی تعلق

اپنے موضوع پر لاثانی تحقیق و فکری تصنیف

حقیقتِ ایمان

اشاعت خاص: 120 روپے

واقعہ شق القمر اور تکذیبِ آیات

سورۃ القمر کی آیات 1 تا 5 کا مطالعہ

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم **حافظ عاکف سعید** حفظہ اللہ کے 8 جون 2012ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[سورۃ النجم کی آیات 1 تا 5 کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد]

حضرات! سورۃ النجم کے بعد اب ہم سورۃ القمر کا مطالعہ کریں گے۔ ان دونوں سورتوں کے ناموں میں بھی ایک معنوی اشتراک ہے۔ نجم ستارے کو اور قمر چاند کو کہتے ہیں۔ سورۃ النجم کا نام نجم اس لیے ہے کہ اس کی پہلی ہی آیت میں لفظ ''نجم'' آیا تھا۔ سورۃ القمر کی بھی پہلی ہی آیت میں ''قمر'' کا تذکرہ ہے۔ قرآن مجید کی اکثر سورتوں کے نام محض علامتی ہیں۔ دراصل ہر سورت اپنی جگہ ایک علم کا شہر ہے۔ ان کے مضامین اتنے متنوع ہوتے ہیں کہ ان کا احاطہ کر کے کوئی ایک عنوان دینا بہت مشکل ہے۔ چنانچہ سورتوں کے اکثر نام صرف پہچان کے لیے ہیں۔ واحد سورت سورۃ الفاتحہ ہے جس میں لفظ ''الفاتحہ'' نہیں آیا، لیکن اس کا نام ہے الفاتحہ (یعنی کھولنے والی کلیدی سورت) ہے۔ گویا یہ تمام مضامین کی چابی ہے۔ قرآن مجید کی باقی جو بھی سورتیں ہیں ان کا عنوان کسی لفظ کے حوالے سے رکھا گیا۔ ڈھائی پاروں پر محیط سورۃ البقرہ میں توحید، رسالت، آخرت، تاریخ، عبادات، شریعت کے احکام، غرض کون سا موضوع ہے جو اس میں نہیں ہے لیکن عنوان ''البقرہ'' ہے۔ اس لیے کہ اس سورت میں بنی اسرائیل کے واقعات میں سے ایک واقعہ میں البقرہ (گائے) کا تذکرہ ہے۔ اسی کو اس کا عنوان بنا دیا گیا۔ سورۃ النجم کا یہ مطلب نہیں کہ اس سورت میں ستاروں کے احوال کا ذکر ہو رہا ہے یا ستاروں کی نوعیت بیان ہو رہی ہے۔ ان کی لائف کیا ہے؟ ان کی نیچر کیا ہے؟ ان کے فاصلے کتنے ہیں؟ اس کا یہ موضوع نہیں ہے۔ صرف پہلی آیت میں ستارے کا ایک ذکر آیا اور اس کے حوالے سے اس سورت کا عنوان نجم بن گیا۔ اسی طرح سورۂ قمر میں چاند کا ذکر ہے اور اس کی نسبت سے یہ نام ہے۔

آیئے، اب اس سورت کے باقاعدہ مطالعہ کا آغاز کرتے ہیں۔ فرمایا:

﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ①﴾

''قیامت قریب آ پہنچی اور چاند شق ہو گیا۔''

''الساعۃ'' کا لفظ بالعموم قیامت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ لفظ ''قیامت'' کو ہم دو اعتبارات سے استعمال کرتے ہیں۔ قیامت کے دن ایک تو یہ ہوگا کہ سب ذی روح مر جائیں گے، شدید زلزلہ آئے گا۔، ہر چیز درہم برہم ہو جائے گی۔ چاند بھی سورج کے اندر دھنس جائے گا۔ پورا نظامِ کائنات تلپٹ ہو جائے گا۔ قرآن مجید کی اصطلاح میں یہ قیامت نہیں ہے۔ یہ الساعۃ ہے۔ قیام کہتے ہیں کھڑے ہونے کو، قرآن مجید کی اصطلاح میں قیامت وہ ہے کہ جب دوسری دفعہ صور پھونکا جائے گا اور سب لوگ بیدار ہو کر قبروں سے نکل کھڑے ہوں گے۔ یہاں الساعۃ کا ذکر اس طرح ہے کہ وہ بالکل قریب آ چکی ہے، سر پر آ کھڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے ماضی، حال اور مستقبل میں فرق نہیں۔ اس لیے یہاں اس انداز میں بیان ہو رہا ہے کہ شق قمر کا واقعہ اس بات کی علامت ہے کہ گویا وہ وقت آ چکا اور قیامت قائم ہو چکی ہے۔ اس سے قیامت کا قرب بتانا مقصود ہے کہ وہ زیادہ دور نہیں۔ اگلی آیت ہے:

﴿وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ②﴾

''اور اگر (کافر) کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ ایک ہمیشہ کا جادو ہے۔''

نشانی سے مراد شق قمر کا واقعہ ہے۔ شق قمر کا واقعہ صحیح بخاری، مسلم شریف، جامع الترمذی، مسند احمد کے علاوہ بہت سی دیگر احادیث کی کتب مثلاً ابن جریر، طبرانی اور بیہقی میں نقل کیا گیا ہے۔ اس کے باوجود کچھ لوگ اس واقعہ کا انکار ڈھٹائی سے کرتے ہیں کہ پہلی آیت میں مراد یہ ہے کہ جب قیامت آئے گی تو چاند دو ٹکڑے ہو جائے گا۔ لیکن اس کا سیاق و سباق بتا رہا ہے کہ یہ کوئی خاص واقعہ ہے۔ اسی لیے آگے آیا کہ وہ اتنی بڑی نشانی کو دیکھ کر اعراض کرتے ہیں۔ یعنی چاند کے دو ٹکڑے ہونے کا واقعہ ایک نشانی تھا جو قیامت کی نشانیوں میں سے بھی ہے۔ چنانچہ اس واقعہ کی تفصیل یوں ہے کہ آنحضور ﷺ اس وقت منیٰ کی وادی میں تشریف فرما تھے۔ یہ ہجرت سے تقریباً 5 سال پہلے کا واقعہ ہے۔ یعنی نبوی اعتبار سے مکی دور میں نبوت کا آٹھواں سال تھا۔ بہت سے مشرکین بھی ساتھ تھے۔ کچھ کفار نے آپ ؐ سے نشانی دکھانے پر اصرار کیا۔ حضور ﷺ نے چاند کی طرف اشارہ کیا، چاند کا ایک ٹکڑا ایک طرف چلا گیا، دوسرا دوسری طرف اور فوراً ہی واپس آ کر جڑ گیا۔ یہ چند لمحوں کا معاملہ تھا۔ دیکھنے والوں نے کہا کہ یہ تو ایک جادو ہے۔ آپ ؐ نے ہماری آنکھوں پر جادو کر دیا اور ایسا جادو تو پہلے سے چلا آ رہا ہے۔ نظر بندی کر دی گئی ہے، ہماری آنکھوں پر جادو کر دیا گیا۔ حقیقت میں ایسا نہیں ہوا۔ اس پر بعض مخالفین نے یہ نکتہ بھی اٹھایا کہ اگر ایسا ہوا تھا تو پھر اور لوگوں کو بھی نظر آنا چاہیے تھا۔ چنانچہ باہر سے آنے والے مسافر جو اس وقت صحرا کے اندر سفر کر رہے تھے، ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے بھی دیکھا ہے۔ اگر یہ نظر بندی اور جادو ہوتا تو صرف انہی پر ہوتا جو وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔

ہندوستان کی ایک ریاست مالابار کے راجہ کا

> **ساری دنیا نے دیکھ لیا کہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو نہتے طالبان کے ہاتھوں شکست ہوئی ہے۔ اس کے باوجود عالم کفر آنکھیں کھولنے کے لیے تیار ہے نہ عالم اسلام اس حقیقت سے نصیحت حاصل کرنے پر آمادہ**

تذکرہ تاریخی کتابوں میں ملتا ہے۔ وہ اپنی رانی کے ساتھ محل کی چھت پر چہل قدمی کر رہا تھا۔ دونوں میاں بیوی نے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا تھا۔ بعد میں کچھ مسلمان وہاں پر تجارتی سفر کی غرض سے پہنچے اور قرآن مجید وہاں کے لوگوں کو سنایا گیا اور اس واقعہ کا ذکر ہوا تو اس کی بنیاد پر وہ ایمان لے آئے تھے۔

اگلی آیت مبارکہ میں ان لوگوں کے اصل مرض کی نشاندہی کی گئی ہے جنہوں نے واضح نشانیاں دیکھ کر قیامت کو جھٹلایا:

﴿وَكَذَّبُوا وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ وَكُلُّ أَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ③﴾

''اور انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کی پیروی کی اور ہر کام کا وقت مقرر ہے۔''

ان کے جھٹلانے کا سبب یہ تھا کہ وہ خواہشاتِ نفس کی پیروی کرتے ہیں، گناہوں کے عادی ہیں اور ان سے بچنا نہیں چاہتے۔ اگر آخرت کو مان لیں گے تو قدم قدم پر دیکھنا پڑے گا کہ یہ کام اللہ کی مرضی کے خلاف تو نہیں۔ یہی آج کے مسلمان کا المیہ ہے۔ ہم چونکہ پیدائشی طور پر مسلمان ہیں، اس لیے زبان سے تو مانتے ہیں کہ آخرت ہوگی، لیکن دل سے قیامت کو ماننے کے لیے کوئی تیار نہیں۔ اگر یقین ہے بھی تو اس درجے میں جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہے ؎

آخرت کی خبر خدا جانے
اب تو آرام سے گزرتی ہے

قرآن مجید خبر دے رہا ہے کہ جس طرح ہر شے کا ایک وقت مقرر ہے اسی طرح قیامت بھی اپنے وقت پر آ کر رہے گی۔ اے قریش مکہ! تم بھی تیار رہو، اگر تم نے بھی سابقہ قوموں کی طرح اس رسول ﷺ اور قرآن کی تکذیب کی ہے تو ایک وقت آئے گا کہ تم پر بھی اللہ کا قانون نافذ ہو گا اور عذاب استیصال تمہیں بالکل ملیامیٹ کر دے گا۔ تم شق قمر کا معجزہ دیکھ کر بھی انکار کر رہے ہو اور مذاق اڑاتے ہو کہ قیامت کب آئے گی۔ مگر یاد رکھو اللہ کے ہاں ہر شے کا ایک وقت طے ہے۔ قیامت کب آنی ہے یا اللہ کا عذاب کب آنا ہے، یہ وقت مقررہ کے مطابق ہوگا۔ سابقہ رسولوں کے قصے بھی قرآن مجید میں بار بار آئے ہیں۔ وہ اتنے طویل عرصے تک دعوت دیتے رہے، قوم کو بتاتے رہے کہ ایمان نہیں لاؤ گے تو عذاب آئے گا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر عذاب ساڑھے نو سو برس کے بعد آیا۔ اگر تمہاری روش یہی رہی تو تم بھی عذاب سے بچ نہیں سکتے لیکن اس کا وقت صرف اللہ کو معلوم ہے:

﴿وَلَقَدْ جَاءَهُم مِّنَ الْأَنبَاءِ مَا فِيهِ مُزْدَجَرٌ ④﴾

''اور ان کو ایسے حالات (سابقین) پہنچ چکے ہیں جن میں عبرت ہے۔''

قرآن مجید کا ایک حصہ اس سورت سے پہلے نازل ہو چکا تھا۔ سابقہ قوموں کے احوال کہ کیسی کیسی بڑی تہذیبیں تھیں۔ قوم عاد، قوم ثمود، آل فرعون، اصحاب مدین اور ان کا کیا انجام ہوا؟ چونکہ قریش مکہ خاص طور پر جب تجارتی سفر کے لیے مکہ سے شام کی طرف جاتے تھے تو ان قوموں کے کھنڈرات راستے میں نظر آتے تھے۔ اب جبکہ ان کے تفصیلی احوال بھی قرآن نے بیان کر دیئے تو تم پھر بھی آنکھیں نہیں کھولتے۔ اس کے اندر اللہ کی طرف سے بڑی دھمکی کا پہلو موجود ہے کہ تم بھی اس عذاب استیصال کے مستحق ہو چکے ہو۔ اس آیت کو پڑھتے ہوئے ذہن لامحالہ اس طرف منتقل ہوتا ہے کہ آج ہمارے سامنے بھی بہت سارے حقائق واضح ہو چکے ہیں۔

وہ جمعیت جو مادیت کے اعتبار سے دنیا میں سب سے کمزور تھی یعنی سائنس اور ٹیکنالوجی، اسلحہ کے اعتبار سے، سب سے کمزور چھوٹا سا ایک گروہ طالبان

پریس ریلیز 08 جون 2012ء

امریکہ کا حقانی نیٹ ورک کے خلاف کارروائی کا ازسرنو مطالبہ اُس کی بدنیتی کو ظاہر کرتا ہے

نیٹو افواج کی طالبان افغانستان کے ہاتھوں شکست اس صدی کا معجزہ ہے

اہل پاکستان بھی طالبان کی پیروی کریں

حافظ عاکف سعید

امریکہ کا حقانی نیٹ ورک کے خلاف کارروائی کا ازسرنو مطالبہ اُس کی بدنیتی کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطابِ جمعہ کے دوران کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ جب سے پاکستان کے راستے نیٹو سپلائی بند ہوئی ہے، امریکہ نے شمالی وزیرستان میں آپریشن یا حقانی نیٹ ورک کے خلاف کارروائی کا پاکستان کو ایک مرتبہ بھی نہیں کہا اور اب یکدم نیٹو سپلائی کی بحالی کے مسئلہ کو نظر انداز کر کے حقانی نیٹ ورک کے حوالہ سے اپنی بے صبری کا حوالہ دے دیا ہے۔ اِس کا واضح مطلب یہ ہے کہ اب ایک ایسا مطالبہ سامنے لایا گیا ہے جسے پورا کرنا حکومت، فوج اور پاکستان کا بچہ بچہ قومی خودکشی قرار دیتا ہے۔ اُنھوں نے کہا کاش پاکستان کی عسکری قیادت حقانی نیٹ ورک کے خلاف کارروائی کرنے سے انکار اس بنیاد پر کرتی کہ ایسا کرنا دینی حمیت و غیرت اور اسلامی اُصولوں کے سراسر خلاف ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ ہم میں طالبان افغانستان جیسی جرأت اور بہادری اُس وقت تک پیدا نہیں ہوسکتی جب تک ہم اُن کی طرح اللہ اور رسولؐ کے دامن کو نہ تھام لیں۔ اُنھوں نے نیٹو افواج کی طالبان افغانستان کے ہاتھوں شکست کو اس صدی کا معجزہ قرار دیا۔ اللہ اہل پاکستان کو بھی اُن کی پیروی کرنے کی توفیق دے آمین۔

(جاری کردہ: شعبۂ نشر واشاعت تنظیم اسلامی)

افغانستان جنہیں ساری دنیا اپنی پوری ٹیکنالوجی کے ساتھ ختم کرنے کے لیے تل گئی، لیکن اللہ کی مدد اُن کے ساتھ تھی۔ چنانچہ ساری دنیا نے دیکھ لیا کہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو نہتے طالبان کے ہاتھوں شکست ہوئی ہے۔ اس کے باوجود عالم کفر آنکھیں کھولنے کے لیے تیار ہے نہ عالم اسلام اس حقیقت سے نصیحت حاصل کرنے پر آمادہ۔ عالم کفر کی مٹھی بھر طالبان کے ہاتھوں شکست دراصل قرآن کے اس وعدہ کی عملی شکل ہے:

﴿وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٣٩﴾﴾

(آلِ عمران)

''اگر تم واقعی اللہ کے فرمانبردار اور مؤمن رہے تو غلبہ اور سربلندی تمہارے لیے ہے۔''

ہمیں ٹیکنالوجی اور جدید اسلحہ کی اہمیت کا انکار نہیں ہے لیکن یہ بات کبھی دل و دماغ سے اوجھل نہیں ہونی چاہیے

ٹیکنالوجی اور جدید اسلحہ کی اہمیت بجا سہی لیکن یہ بات کبھی دل و دماغ سے اوجھل نہیں ہونی چاہیے کہ اصل فیصلہ کن شے اللہ کی مدد ہے جو اللہ کی وفاداری سے مشروط ہے

کہ اصل فیصلہ کن شے اللہ کی مدد ہے جو اللہ کی وفاداری سے مشروط ہے۔ غزوۂ بدر میں بھی اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی چھوٹی جماعت کو کفار کی بڑی جماعت پر فتح دی تھی، کیونکہ صحابہ ؓ کی اس چھوٹی جماعت کے ساتھ اللہ کی مدد تھی۔ غزوۂ حنین میں اس کے برعکس ہوا۔ مسلمان تعداد میں زیادہ تھے۔ چودہ ہزار مسلمانوں کا لشکر وافر جنگی ساز و سامان کے ساتھ بنو ثقیف اور ہوازن کے قبائل کے مقابلے پر تھا۔ مسلمانوں کے دل میں خیال آیا کہ اب تو ہم تعداد میں زیادہ ہیں، آج فتح ہماری ہوگی۔ جب وہ ایک پہاڑی درّے سے گزر رہے تھے وہاں سے تیروں کی بوچھاڑ آئی جس کے لیے مسلمان تیار نہیں تھے۔ اس سے ایسی بھگدڑ مچی کہ حضور ﷺ کے ساتھ گنتی کے چند صحابہ ؓ رہ گئے۔ اللہ نے اپنی خصوصی نصرت سے اپنے رسول ﷺ کو بچایا اور مسلمانوں کو رہتی دنیا تک یہ سبق سکھا دیا کہ تمہاری قوت کا راز، تمہاری فتح کا انحصار تعداد یا ساز و سامان پر نہیں ہے بلکہ اللہ پر ایمان اور اُس کی مدد پر ہے۔

آج کا مسلمان بھی یہ سمجھتا ہے کہ ہم ٹیکنالوجی میں جب تک آگے نہیں جائیں گے، دنیا میں کیسے آگے بڑھ سکتے ہیں۔ دورِ حاضر میں طالبان کی کامیابی کی صورت میں اللہ نے اس مادیت کے بت کو توڑا ہے۔ بے سروسامانی کے عالم میں طالبان کی فتح آنکھیں کھول دینے والی حقیقت ہے۔ لیکن ہم پھر بھی ماننے کو تیار نہیں ہیں، اور اس کو جھٹلانے کے لیے نئے نئے انداز اختیار کرتے ہیں کہ افغان قوم کا معاملہ ایسا ہے کہ ان کو کوئی غلام نہیں بنا سکتا۔ وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے روس کو بھی شکست دی تھی۔ ٹھیک ہے اس وقت افغان قوم روس کے خلاف کھڑی ہوئی تھی کیونکہ بحیثیت مجموعی اس قوم کے اندر غیرت وحمیت ہے۔

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
بندۂ صحرائی یا مردِ کوہستانی

روس کی جنگ میں دراصل امریکہ ان کے پیچھے تھا۔ پاکستان کے ذریعے ان کی مدد ہو رہی تھی۔ وہ پراکسی وار تھی۔ اب پوری افغان قوم نہیں بلکہ افغان قوم کے چند ہزار افراد کے سامنے پوری دنیا بے بس نظر آتی ہے۔ دنیا کی کوئی ایک قوت بھی ان کے پیچھے نہیں ہے۔ اگرچہ الزام پاکستان پر لگ رہا ہے مگر پاکستان نے ان کے ساتھ جو کیا وہ سب کے سامنے ہے۔ پاکستان نے تو طالبان کو کچلنے کے لیے ہر ممکن طریقے سے امریکہ کی مدد کی ہے۔ اسی بنیاد پر مشرف نے دعویٰ کیا تھا کہ ہم امریکہ اور نیٹو کی مدد نہ کرتے تو طالبان کی حکومت ختم نہ ہوتی۔ 11 سال سے پوری قوت سے طالبان کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی، لیکن دنیا اب مان گئی ہے کہ امریکہ کو وہاں شکست ہوگئی ہے۔ یہ سب کرنے والا اللہ ہے۔ طالبان نے صرف ایمانی جرأت کا مظاہرہ کیا۔ انہوں نے اللہ پر یقین اور توکل کیا، اللہ کے ساتھ وفاداری دکھائی اور نتیجہ سب کے سامنے ہے۔ اب طالبان سے یہی باطل قوتیں مذاکرات کی بھیک مانگ رہی ہیں کہ کسی طرح ہم باعزت طریقے سے یہاں سے نکل سکیں۔ اس میں نہ صرف مسلمانانِ پاکستان بلکہ عالم اسلام کے لیے بڑا سبق ہے۔

آگے فرمایا:

﴿حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ﴿٥﴾﴾

''اور کامل دانائی (کی کتاب بھی) لیکن ڈرانا ان کو کچھ فائدہ نہیں دیتا۔''

قرآن مجید جو پیغام دے رہا ہے وہ دل میں اتر جانے والی سبق آموزی ہے۔ لیکن ان تنبیہات اور ان سارے آنکھیں کھول دینے والے واقعات کا اُن لوگوں کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے جو یہ طے کر لیں کہ ہم نے اس طرف آنا ہی نہیں ہے۔ اللہ کا دامن نہیں پکڑنا۔ یہ نہیں ماننا کہ وہی سب سے بڑی قوت ہے۔ ہمارا انحصار ٹیکنالوجی اور امریکہ پر ہی ہوگا۔ ظاہر ہے پھر کوئی انذار یا عبرت کی بات فائدہ نہیں دے سکتی۔ یہاں سورۂ قمر کی پانچ آیتوں کا مطالعہ مکمل ہوا۔ ان شاء اللہ اگلی آیات کا مطالعہ آئندہ جمعہ جاری رکھیں گے۔

(مرتب: فرقان دانش)

☆☆☆

معمارِ پاکستان نے کہا:

ہمارا ہدف امیر کو امیر تر بنانا اور دولت کو چند ہاتھوں میں مرتکز کرنا نہیں ہے (قرآن مجید کی اقتصادی تعلیمات کا خلاصہ بحوالہ سورۃ الحشر، آیت: 7)۔ ہمیں عوام کا عمومی معیارِ زندگی بلند کرنا ہوگا۔ ہمارا آئیڈیل سرمایہ داری نہیں اسلامی معیشت ہوگا۔ اور عوام کی فلاح و بہبود اور ان کے مفادات مسلسل ہمارے پیش نظر رہنا چاہئیں۔

دہلی میں خطاب (6 نومبر 1944ء)

سیمینار

بحث و نظر

پاکستان میں ضیاء الحق مرحوم کی ''اسلامائزیشن''

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی نگاہ میں

مرتب: سید محمد افتخار احمد

بعض سیکولر عناصر اپنی تحریر و تقریر میں یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ پاکستان میں سوشلزم اور اسلام دونوں آزمائے جا چکے ہیں اور دونوں ناکام ہوئے ہیں لہٰذا موجودہ نظام اور جمہوریت ناگزیر تھے۔ یہ لوگ ضیاالحق کے دور اور اُس کی ناکامیوں کو اسلام کی ناکامی سے تعبیر کرتے ہیں۔ ہماری رائے میں یہ بدترین کذب بیانی اور تاریخ سے خیانت ہے۔ ذیل کے مضمون میں ضیاالحق کی اسلامائزیشن کی حقیقت بیان کی گئی ہے۔ (ادارہ)

پاکستان کے مخلص اہل علم و دانش ایک عرصے سے یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ نظریۂ پاکستان کے عین مطابق پاکستان میں اسلامی نظام نافذ کیا جائے اور مملکت خداداد کو اسلامی ریاست میں ڈھالا جائے۔ اس کے جواب میں سیکولر طبقہ، الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے نام نہاد دانشور اور لکھاری عوام بالخصوص نوجوان طلبہ کے ذہن کو پراگندہ کرنے کی مذموم سعی کر رہے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ کمیونزم' سوشلزم اور اسلامی نظام، سب ناکام رہے ہیں۔ صرف موجودہ سیکولر جمہوریت ہی کامیاب ترین نظام ہے، جو چل رہا بلکہ ترقی کر رہا ہے۔ اسلامی نظام کے ضمن میں یہ لوگ ملک میں ضیاء الحق کے بعض اقدامات کو اسلام کے نمونہ کے طور پر پیش کرتے ہیں، حالانکہ وہ تو صرف اقتدار سے چمٹے رہنے کا ایک بہانہ تھے۔ وہ اسلام کہاں تھا۔ ذیل میں نہایت اختصار کے ساتھ ضیاء الحق کی ''اسلامائزیشن'' کے بارے میں عصر حاضر کے ایک ممتاز اسلامی سکالر ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے خیالات پیش کیے جا رہے، جن سے معلوم ہوگا کہ آیا ضیاء الحق نے فی الواقع اسلام نافذ کیا تھا یا نہیں:

① ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم و مغفور مسجد دار السلام ''باغ جناح'' لاہور میں خطبۂ جمعہ دیا کرتے تھے۔ جمعہ 28 نومبر 1980ء کو صدر پاکستان ضیاء الحق صدر انڈونیشیا جناب سوہارتو کے استقبال کے لئے لاہور تشریف لائے تو جمعہ کی نماز مسجد دارالسلام میں ادا کی۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ڈاکٹر صاحب نے ضیاء الحق کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ میں اسلام کے نفاذ کے حوالے سے بات ایک سے زائد مرتبہ آپ کے سامنے رکھ چکا ہوں۔ میں نے اسلام کے معاشی نظام، سود کی لعنت سے نجات حاصل کرنے جیسے اہم مسائل پر آپ سے تفصیلی گفتگو کی ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ اس سلسلہ میں پیش رفت کرنے میں ناکام رہے۔ آج میں آپ کے سامنے نسبتاً چھوٹے مسائل کا ذکر کرتا ہوں براہ کرم ان پر ہی توجہ دے دیں۔ پھر ڈاکٹر صاحب نے اُن کے سامنے تین مسائل کا ذکر کیا۔ بقول اُن کے ''پہلی بات کرکٹ کے کھیل کے حوالے سے ہے، جس کی وجہ سے پانچ، چھ دن کے لئے ہماری پوری قوم معطل ہو کر رہ جاتی ہے۔ اس کا ہماری روایات یا تہذیب سے بھی کوئی تعلق نہیں۔ وقت کا قومی سطح پر اس قدر زیاں اور لاکھوں روپے کا خرچ جو فضول خرچی اور اسراف کے ذیل میں آتا ہے کیا اس لئے کہ ہو رہا ہے مغرب کو خوش رکھا جا سکے؟ دوسری بات خواتین کی ہاکی ٹیم کی تشکیل سے متعلق ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میں اپنی امت کے بارے میں جس بات کا سب سے زیادہ اندیشہ رکھتا ہوں وہ عورتوں کا فتنہ ہے۔ (اوکما قال)۔'' صدر صاحب! آپ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس بات کا کیا جواب دیں گے کہ آپ کے عہد حکومت میں پاکستان میں خواتین کی ہاکی ٹیم تیار ہو رہی ہے؟ حالانکہ قرآن مجید میں ''اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور جس طرح (پہلے) جاہلیت (کے دنوں) میں اظہار تجمل کرتی تھیں اس طرح زینت نہ دکھاؤ'' (الاحزاب:33) تیسری بات عائلی قوانین کے بارے میں ہے۔ صدر ایوب کے دور میں عائلی قوانین میں غیر شرعی تبدیلی کی گئی تھی، جسے پاکستان کے ہر مکتب فکر کے علماء کرام نے غلط قرار دیا تھا۔ مگر آج بھی ان کو تحفظ حاصل ہے۔ خدا کے لئے سوچئے کہ جو قوانین بالاتفاق شریعت سے متصادم ہیں وہ کیوں نافذ رہیں، انہیں ختم کیا جائے۔''

صدر ضیاء الحق صاحب نے نماز کے بعد ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کی اور وعدہ کیا کہ میں آپ کی تینوں باتوں پر پوری سنجیدگی سے غور کروں گا، مگر آج تک یہ سلسلہ یوں ہی چل رہا ہے۔

② ڈاکٹر صاحب نے اپنے خطابات اور تحریروں میں اکثر یہ بات بھی کہی کہ ضیاء الحق نے کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی کی کارگردگی تیز کرادی (آئین دفعہ 227) مگر اس کی رپورٹوں کو عملی جامہ پہنانے کے حوالے سے کچھ نہیں کیا۔ چنانچہ الماریوں کی الماریاں کونسل کی رپورٹوں سے بھری پڑی ہیں مگر ان پر عمل نہیں ہوا۔ حالانکہ اِن رپورٹوں کی تیاری پر بے شمار دولت اور وقت صرف ہوا۔

③ ضیاء الحق مرحوم نے آئین کی دفعہ 203 سی کے تحت فیڈرل شریعت کورٹ تشکیل دی مگر (ا) دستور پاکستان کو اس کے دائرے سے باہر کر دیا۔ (ب) دیوانی و فوجداری مقدمات کا طریقہ کار بھی اس کے دائرے سے خارج کر دیا۔ (ج) اقتصادی معاملات کو بھی 10 سال کے لئے اس کے دائرے سے نکال دیا۔ گویا کورٹ تو بنائی مگر ہتھکڑیوں اور بیڑیوں سے جکڑ کر دی گئی۔

10 سال گزرنے کے بعد 1991ء میں فیڈرل شریعت کورٹ نے سودی بینکاری کے خلاف فیصلہ دے دیا۔ مگر اُس وقت کے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے اس فیصلہ کے خلاف اپیل دائر کر دی۔ 1999ء میں سپریم کورٹ کے شریعت اپیلیٹ بنچ نے سود کے خلاف شرعی عدالت کے فیصلہ کی توثیق کر دی۔ پرویز مشرف نے فیڈرل شریعت کورٹ اور شریعت اپیلیٹ بنچ کے جج تبدیل کر کے ان سے سود کے معاملہ کو ہی کولڈ سٹوریج میں بند کرا دیا۔

④ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے ایک موقع پر جنرل ضیاء الحق کو مخاطب کر کے کہا ''جنرل صاحب، میری آپ کو نصیحت ہے یا مشورہ کہہ لیں کہ آپ بھرپور طور پر پورے کے پورے اسلام کو نافذ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو انتہائی اہم موقع فراہم کیا ہے۔ اگر معاشرہ اسلامی نظام کو قبول نہیں کرتا تو آپ بھی حکومت چھوڑ دیں۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ آپ اقتدار پر تو قائم رہیں مگر اسلام کو چھوڑ دیں۔

اگر کسی مسلمان کے پاس اقتدار ہو اور وہ پھر بھی اسلام نافذ نہ کرے تو یہ اللہ کے ہاں نہایت قابل گرفت ہے۔"

اسی حوالے سے ڈاکٹر صاحب نے 1982ء میں ضیاء الحق کو ایک خط لکھا جس میں صاف کہا کہ "میں آپ سے بالکل مایوس ہو چکا ہوں۔ آپ اسلام کا کوئی کام نہیں کر سکتے۔ یہ سعادت آپ کے حصہ میں نہیں ہے۔"

⑤ ہفت روزہ "چٹان" کے انٹرویو میں ایک سوال کے جواب میں ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ "میرے نزدیک حالات پہلے سے بھی دگرگوں ہو گئے ہیں۔ رشوت کے بارے میں تو حکومت نے خود تسلیم کیا ہے کہ ہم اس کے انسداد میں بالکل ناکام ہو گئے ہیں، بلکہ رشوت پہلے سے بھی بڑھ گئی ہے۔ اسی طرح چادر اور چار دیواری کا جو معاملہ ہے اس میں ضیاء الحق کا اور پوری حکومت کا جو کردار رہا ہے وہ بہت ہی افسوس ناک ہے۔ انہوں نے جس قدر بے پردگی اور خواتین کی آزادی کی تحریک کو شہ دی ہے اور جس قدر اس کو سپورٹ اور پروموٹ کیا ہے اور اس کے لئے جو عملی اقدامات کئے ہیں، پہلے کسی حکومت نے بھی ایسا نہیں کیا۔

ضیاء الحق کی "اسلامائزیشن" کے بارے میں ڈاکٹر صاحب کے خیالات سے یہ بات کسی حد تک واضح ہو گئی ہے کہ ضیاء الحق کے نیم دلانہ اقدامات کو نفاذ اسلام کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ جنرل ضیاء الحق کے دور پر اگر نگاہ ڈالی جائے تو یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ وہ اسلام کے صرف اُس حصہ کو نافذ کرنا چاہتے تھے جس سے اُن کے اقتدار پر زد نہ پڑے۔ علاوہ ازیں کوئی بڑی تبدیلی نہ آئے اور سٹیٹس کو قائم رہے۔ وہ سماجی نظام کے حوالے سے کہا کرتے تھے کہ کوئی ایسی بات نہیں ہونی چاہیے جس سے خواتین ناراض ہو جائیں۔ وہ ایسا اسلامی نظام چاہتے تھے جس سے چور اور سادھ دونوں راضی رہیں۔ لہٰذا یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ اُن کے ایسے نیم دلانہ اقدامات نے نظامِ سلام کے نفاذ کی کوششوں کو شدید نقصان پہنچایا۔ ضیاء الحق کے ان اقدامات کے حوالے سے یہ کہنا کہ ہم نے اسلامی نظام بھی آزما لیا، حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے اور تاریخ کو مسخ کرنے کے مترادف ہو گا۔ اسلامی نظام میں کسی دوسرے نظام کا پیوند نہیں لگایا جا سکتا ہے۔ اس حوالے سے ہم ایک تاریخی واقعہ قارئین کی خدمت میں پیش کیے دیتے ہیں۔ جنرل ضیاء الحق عمرہ پر گئے ہوئے تھے۔ دوران طواف اُن کی اچانک ملاقات علامہ احسان الٰہی ظہیر سے ہوئی۔ فرمانے لگے علامہ صاحب آپ بھی عالم دین ہونے کے باوجود ہماری مخالفت کرتے ہیں۔ علامہ نے برجستہ کہا "آپ اسلام کا نام لینا چھوڑ دیں، ہم آپ کی مخالفت چھوڑ دیں گے۔ آپ کے اقدامات سے اسلام بدنام ہو رہا ہے۔"

ضرورت اسی بات کی ہے کہ اسلام کا عادلانہ نظام جس کا عنوان خلافت ہے، پورے طور پر قائم کیا جائے۔ اجتماعی حیات کے تمام گوشوں سیاست، معیشت، معاشرت، تعلیم کو اسلام کی عطا کردہ تعلیمات اور احکام کے مطابق ڈھالا جائے۔ کمیونزم کا بت سوویت یونین میں پاش پاش ہو چکا ہے۔ بے لگام جمہوری سرمایہ دارانہ نظام کو بھی جس کا اس وقت غلبہ ہے، ایک نہ ایک دن اپنا بوریا بستر گول کرنا ہے، جس کا ایک مظہر وال سٹریٹ پر قبضہ کرو تحریک ہے۔ آخر کار اسلام ہی کو اپنے حسن و کمال کا جلوہ دکھانا اور عالم انسانیت کو شاہراہ عدل پر گامزن کرنا ہے۔

امریکہ کا افغانستان پر حملہ کر کے طالبان کی حکومت ختم کرنے کا اصل مقصد اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ اسلامی نظام کا خاتمہ کیا جائے۔ وہاں ایک حقیقی اسلامی حکومت قائم ہوا چاہتی تھی جس نے آغاز ہی میں افغانستان جیسے ملک کو جرائم سے پاک ریاست بنا دیا تھا۔ جہاں ملا عمر کے ایک حکم نے پوپی (جس سے ہیروئن جیسی نشہ ور اشیاء بنتی ہیں) کی فصل کا مکمل خاتمہ کر دیا تھا۔ طالبان کے طرز حکومت میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور کی کچھ نہ کچھ مشابہت تھی، جس سے سرمایہ دارانہ نظام کے کسٹوڈین خوفزدہ ہو گئے کہ اگر دنیا کے دوسرے ممالک نے بھی یہ نظام اپنا لیا تو ہمارے اُس سرمایہ دارانہ نظام کا جس سے ہم دنیا کے اربوں لوگوں کا خون چوستے ہیں جنازہ نکل جائے گا۔ لہٰذا سارا عالم کفر متحد ہو کر ایک چھوٹی سی ریاست پر حملہ آور ہو گیا۔ دکھ کی بات یہ ہے کہ اس حملہ میں عالم اسلام کے تمام حکمرانوں نے مسلمانوں اور مظلوموں کی بجائے کافروں اور ظالموں کا ساتھ دیا۔ یہ اور بات ہے کہ طالبان افغانستان چونکہ اللہ پر بھروسا کر کے ساری دنیا کے خلاف میدان جنگ میں ڈٹ گئے تھے لہٰذا آج امریکہ اور نیٹو اتحادی اُن سے مذاکرات کی بھیک مانگ رہے ہیں۔ کیا یہ اکیسویں صدی کا معجزہ نہیں ہے۔ اللہ نے چاہا تو جلد وہ وقت آنے والا ہے جب حقیقی اسلامی نظام ایک مرتبہ پھر اس خطہ میں اور بعد ازاں عالمی سطح پر نافذ ہو گا اور جن لوگوں کی آنکھیں یورپ کی مصنوعی روشنیوں اور ڈالروں کی چمک سے چندھیا رہی ہیں، اُن پر یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ اسلام کے مقابل کوئی بھی نظام یا تہذیب خواہ اُسے سوشلزم و کمیونزم، یا سرمایہ دارانہ بے خدا جمہوریت کہا جائے نہیں آ سکتا اور نہ وہ نظام اسلام کی خوبیاں ہی اپنے اندر پیدا کر سکتا ہے۔

النصر لیب

An ISO 9001:2008 QMS Certified Lab.

ایک ہی چھت کے نیچے معیاری ٹیسٹ، ڈیجیٹل ایکسرے، ای سی جی، الٹراساؤنڈ کی جدید اقسام، کلر ڈاپلر، 4-D، T.V.S.، ایکو کارڈیوگرافی، Lungs Function Tests، ڈیجیٹل میموگرافی (Digital Mammography)، ڈیجیٹل ڈینٹل ایکسرے (OPG & Ceph) کی سہولیات

ہیپاٹائٹس بی اور سی کے بڑھتے ہوئے امراض کے پیش نظر عوام الناس کے لیے کم قیمت میں ٹیسٹ کروانے کی سہولت

خواتین کے لیے لیڈی الٹراسونولوجسٹ کی سہولت

خصوصی پیشکش

مکمل میڈیکل چیک اپ

الٹراساؤنڈ (پیٹ) ایکسرے (چیسٹ)، ای سی جی، Lungs Function Test، Thyroid Function Test (T3, T4, TSH)، ہیپاٹائٹس بی اور سی کے ٹیسٹ، (Elisa Method) مکمل بلڈ اور مکمل یورن ٹیسٹ، بلڈ گروپ، بلڈ شوگر، جگر، گردے، دل اور جوڑوں سے متعلقہ متعدد ٹیسٹ شامل ہیں۔

صرف -/5000 روپے میں

تنظیم اسلامی کے رفقاء اور ندائے خلافت کے قارئین اپنا ڈسکاؤنٹ کارڈ لیبارٹری سے حاصل کریں۔ ڈسکاؤنٹ کارڈ کا اطلاق خصوصی پیکج پر نہیں ہو گا۔

نوٹ لیب اتوار اور عام تعطیلات پر کھلی رہتی ہے

950-B فیصل ٹاؤن، مولانا شوکت علی روڈ نزد راوی ریسٹورنٹ لاہور

Ph: 3 516 39 24, 3 517 00 77 Fax: 3 521 87 87

Mob: 0300-8400944, 0301-8413933 E-mail: info@alnasarlab.com

بجٹ 13-2012ء اور ہماری معیشت

خلافت فورم میں فکر انگیز مذاکرہ

شرکاء: رضوان الرحمٰن رضی، ایوب بیگ مرزا

میزبان: وسیم احمد

سوال: موجودہ حکومت نے اپنا پانچواں بجٹ پیش کر کے ایک اور ریکارڈ قائم کیا ہے۔ یہ واقعتاً ایک اعزاز اور ریکارڈ کی بات ہے لیکن بجٹ اجلاس کے موقع پر پارلیمنٹ میں جو ہنگامہ آرائی ہوئی ہے اس کا تماشا آپ نے ٹی وی سکرین پر ضرور دیکھا ہوگا۔ آپ اس ساری صورتِ حال پر کیا تبصرہ کریں گے؟

ایوب بیگ مرزا: جہاں تک ریکارڈ کا تعلق ہے تو میرے خیال میں گیلانی صاحب نے ریکارڈ بنانے کا بھی ریکارڈ بنایا ہے۔ مثلاً پاکستان کی تاریخ میں کرپشن کے الزامات جتنے موجودہ وزیرِاعظم پر لگے ہیں آج تک کسی بھی دوسرے وزیرِاعظم پر اتنے الزامات نہیں لگے ہوں گے۔ اسی طرح جتنی اقربا پروری موجودہ وزیرِاعظم یوسف رضا گیلانی نے کی ہے اتنی آج تک پاکستان کی سیاسی تاریخ میں کسی نے نہیں کی۔ مثلاً ایک میٹرک پاس شخص کو O.G.D.C کا سربراہ بنا دیا گیا۔ ایسا عمل پاکستان میں کسی اور حکومت یا سیاسی شخصیت کی جانب سے کبھی نہیں ہوا۔ پھر یقیناً یہ بھی ریکارڈ کی بات ہے کہ ان کی فیملی کا ہر فرد مالی اسکینڈل میں ملوث ہے۔ سب سے بڑھ کر ریکارڈ ایک سزا یافتہ شخص کا وزارتِ عظمیٰ پر فائز ہونا ہے جس نے اپنے خاندان کے افراد کو بھی اس کرپشن میں شامل کر کے ایک اعزاز بخشا ہے۔ بہرحال اُنھوں نے وزارتِ عظمیٰ کی طوالت کے حوالے سے بھی اپنی ہی پارٹی کے قائد ذوالفقار علی بھٹو کا ریکارڈ بھی توڑ دیا ہے۔ اب جہاں تک پارلیمنٹ میں ہنگامہ آرائی کا تعلق ہے تو یہ جمہوریت کا ''خاص حسن'' ہے، اگرچہ ایسا دنیا میں ہر جگہ ہوتا ہے۔ جمہوریت کے اسی ''حسن'' کی بدولت مشرقی پاکستان میں ایک سپیکر کو جان سے مار ڈالا گیا تھا جو بعد میں ''پارلیمنٹ کا شہید'' کہلایا۔ افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ جو کچھ ہماری پارلیمنٹ میں ہوا ہے اس کا اسلام سے دور دور تک کا بھی کوئی تعلق واسطہ نہیں۔ اس سارے منظرنامے نے یہ پول کھول کر رکھ دیا ہے کہ ہم آج بھی پڑھے لکھے جاہل ہیں۔

سوال: شاید خسارے کا بجٹ تو پاکستانی عوام کا مقدر بن چکا ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ بجٹ 13-2012 کا حجم اور خسارہ کیا ہے اور یہ خسارہ پورا کیسے ہوگا؟

رضوان الرحمان رضی: موجودہ بجٹ 2960 ارب روپے کا ہے، جبکہ اس کا خسارہ تقریباً 1184 ارب روپے ہے جو کہ ہم پچھلے سال خرچ کر چکے ہیں اور آنے والے سال کے ایڈوانس میں موجودہ ہونے والی آمدنی میں ہم اسے خرچ کرلیں گے۔ اس بجٹ کو آپ ایسے سمجھ لیں کہ جیسے ایک تنخواہ دار ملازم اپنی تنخواہ ملنے سے پہلے ایڈوانس لے کر اُسے خرچ کرے، یہ بجٹ ویسا ہی معاملہ ہے۔ میری نظر میں اس بجٹ کی سب سے خوفناک بات یہ ہے کہ اس میں الفاظ اور اعداد و شمار کا تقدس مکمل طور پر پامال کر دیا گیا ہے۔ اس بجٹ میں جتنی بددیانتی کے ساتھ جھوٹ بولا گیا ہے اس کی ہماری تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ اور آج اس سارے بجٹ ڈرامے کا وہ اہم پہلو آشکار ہوا ہے، جس میں وہ دستاویزات شامل ہیں جو وزارتِ خزانہ میں تیار ہوئی ہیں۔ درحقیقت وہی اصل بجٹ ہے جس میں خسارے کے اعداد و شمار انسانی سوچ سے بھی باہر ہیں۔ وہ حقیقی بجٹ بل کی صورت میں موجودہ بجٹ کے منظور ہونے کی بعد پارلیمنٹ سے پاس کروایا جائے گا۔ اس طرح G.D.P اور G.N.P کی جو شرح اضافہ اور کمی حکومت نے پیش کی ہے وہ درحقیقت I.M.F کو لبھانے کے لیے ہے۔ آپ دیکھیں کہ یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ ہم 34 ارب ڈالر کا بجٹ پیش کرتے ہیں اور اُس پر ہمارے وزیرِ خزانہ یہ کہتے ہیں کہ اگر امریکہ نے ایک ارب ڈالر نہ دیا تو مجھ سے بجٹ نہیں بنے گا۔ یعنی ایک شخص کو ایک ارب ڈالر جو پاکستانی 90 ارب روپے بنتا ہے نہیں ملتا تو وہ کہتا ہے کہ میرے لیے بجٹ بنانا مشکل ہے۔ میرے خیال میں ہمارے حکمرانوں کی عقل کا یہ بانجھ پن ہے کہ 34 کھرب روپے کا موجودہ بجٹ ہے اور ہمارے وزیرِ خزانہ کو 90 ارب روپے نہیں مل رہے ہیں، جس پر وہ کہتے ہیں کہ میرے لیے بجٹ بنانا مشکل ہے۔ اس بجٹ کے حوالے سے میں یہ بھی کہوں گا کہ پاکستان کی تاریخ میں پیپلز پارٹی نے پہلی دفعہ مسلم لیگ کے کاروباری معاملات میں ہاتھ ڈالا ہے۔ عام طور پر عوامی رائے یہی ہے کہ کاروباری و تجارتی برادری مسلم لیگ کا طاقتور ووٹ بینک ہے۔ لہٰذا پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ پیپلز پارٹی نے اس کاروباری و تجارتی برادری کے لیے Turn Over ٹیکس میں پچاس فیصد کی کمی کی ہے۔ مثلاً بر آمدات کے مال پر پچاس فیصد ٹیکس کی کمی ہوئی ہے۔ اسی طرح خام مال کی بر آمدات پر جو ڈیوٹی ہے وہ دس فیصد سے پانچ فیصد ہوگئی ہے۔ نیز کسانوں کو سبسڈی دینے کا بھی وعدہ کیا گیا ہے۔ اسی طرح شمسی توانائی سے چلنے والے ٹیوب ویلوں پر بھی خاص رعایت کا اعلان کیا گیا ہے۔ یہ سب وہ اقدامات ہیں جو کاروباری سطح پر فائدہ پہنچانے والے ہیں۔ یہ ایسا ہی ہے کہ جہاں سے ملکی وسائل پیدا ہونے ہیں حکومت نے اُنھی جگہوں پر محض اپنا ووٹ بینک بڑھانے کے لیے رعایتی اسکیمیں شروع کروا کر کاروباری حضرات کو خوش کرنے کا راستہ اپنایا ہے، جو پاکستانی معیشت کے حوالے سے انتہائی نقصان دہ ہے۔

اب I.M.F کے حوالے سے آج کل جو بات چیت چل رہی ہے کہ موجودہ معاشی صورتِ حال کے پیشِ نظر کیا ہمیں دوبارہ I.M.F کے پاس جانا پڑے گا، میرے خیال میں بنیادی طور پر سب سے اہم بات یہ ہے کہ پچھلے دو ماہ کے دوران ہمارے ملک کے اندر مختلف غیر ملکی وزراء کے اہم دورے ہوئے ہیں۔ پہلے ایران کے وزیرِ خارجہ پاکستان آئے۔ پھر چین کے نائب وزیرِ خارجہ اہم دورے پر پاکستان آئے۔ پھر روس کے صدر کے نمائندہ خصوصی برائے افغانستان اور پاکستان آئے۔ اسی طرح ترکی کے وزیرِاعظم بھی پاکستان تشریف لا چکے ہیں۔ سعودی عرب کے وزیرِ خارجہ کا دورۂ پاکستان بھی جلد متوقع ہے۔ اگر ہماری حکومت چاہتی تو یہ پچھلے دو ماہ کے دوران پاکستان کا دورہ کرنے والی تمام اہم شخصیات سے یہ کہہ سکتی تھی کہ آپ کے

> **اگر ڈرون طیارے ہم پر اسی طرح موسلا دھار بمباری کرتے رہیں تو پھر دفاعی بجٹ پچاس کی بجائے سوا ارب روپے تک بھی بڑھا لیں تو بھی اُس سے پاکستان کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا**

ملکوں نے جو اربوں کھربوں ڈالر امریکہ اور یورپ کے بینکوں میں رکھے ہوئے ہیں، اُن میں سے دس، بارہ ارب ڈالر ہمارے اسٹیٹ بینک میں بھی رکھ دیجیے۔ اس کے بدلے آپ جتنا سود ہم سے مانگیں گے ہم آپ کو ادا کرنے کو تیار ہیں یعنی اُس موقع پر ہم کچھ بھی کہہ سکتے تھے۔ لیکن لگتا ہے کہ ہمارے حکومتی ارکان میں اتنی قابلیت یا شعور ہی

بجٹ 13-2012ء میں جس بددیانتی کے ساتھ جھوٹ بولا گیا ہے تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی

نہیں ہے کہ سفارتی سطح پر وہ ایسی بات کرسکیں۔ مجھے اس بات کا بھی خدشہ ہے کہ جب زرداری صاحب ایوان صدر میں رونق افروز ہوئے تھے تو سولہ ارب ڈالر کے زرمبادلہ کے ذخائر تحلیل ہوتے ہوتے جب ساڑھے تین ارب ڈالر رہ گئے تھے تو اُنھوں نے کہا تھا کہ اب ہمارے پاس آئی ایم ایف کے پاس جانے کے سوا کوئی اور چارہ کار نہیں ہے۔ لہٰذا بعد میں ایسا ہی ہوا اور پاکستان کی معیشت کا بیڑا غرق ہوگیا۔ مجھے یہ خدشہ ہے کہ اس بجٹ کے ذریعہ بھی یہ آئی ایم ایف سے قرضہ ملنے کی اُمید پر نیٹو سپلائی بحال کردیں گے اور خود آرام سے سرے محل کی راہ لیں گے۔

سوال: بجٹ سے پہلے ہمارے وزیر خزانہ نے ایک تقریب میں اس بات کا اعتراف کیا تھا کہ ہم پچھلے سال کے معاشی اہداف حاصل نہیں کرسکے۔ اس پر آپ کیا تبصرہ کریں گے؟

ایوب بیگ مرزا: آپ دیکھیں یہ کتنی ستم ظریفی ہے کہ ایک وزیر خزانہ جو گزشتہ برس کے معاشی اہداف پورے نہیں کرسکا اس کے باوجود وہ وزارت خزانہ کے عہدہ پر بیٹھا ہوا ہے، اور ساتھ یہ بھی کہہ رہا ہے کہ آئندہ سال کا بجٹ بھی میں خود ہی پیش کروں گا۔ اس کی جگہ اگر کسی دوسرے ملک کا وزیر خزانہ ہوتا تو وہ غیرت اور حمیت کا ثبوت دیتے ہوئے بجٹ تقریر کے فوراً بعد ہی اپنا استعفا پیش کردیتا اور ملک وقوم سے معذرت بھی کرتا۔ نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری موجودہ حکومت کے یہ وہ کمالات ہیں جس پر حکومت نے بددیانتی کی چوٹی سر کی ہے۔ یعنی ہمارے وزیر خزانہ صاحب معاشی اہداف پورے کرنے میں نہ صرف ناکام ہوئے ہیں بلکہ اپنی ناکامیوں کا سلسلہ جاری رکھنے کا عندیہ بھی دے رہے ہیں۔

سوال: پاکستان کے دفاعی بجٹ میں پچاس ارب روپے کا اضافہ کیا گیا ہے۔ آپ کے خیال میں کیا اس سے پاکستان کے دفاعی تقاضے پورے ہوسکیں گے؟

ایوب بیگ مرزا: اس میں کوئی شک نہیں کہ افراطِ زر کی وجہ ملک میں مہنگائی کا جو سیلاب آیا ہے وہ ضروریاتِ زندگی کی تمام اشیاء کو اس ریلے میں بہا کرلے گیا ہے۔ لیکن دفاعی نقطۂ نظر سے معاملہ بالکل مختلف ہے۔ جہاں تک افواج پاکستان کا تعلق ہے تو یہ ادارہ روزِ اول سے ہی پاکستانی قوم کا محبوب ترین ادارہ رہا ہے۔ لیکن انتہائی افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری سیاسی پالیسیوں اور عسکری قیادت کے یوٹرن کے نتیجے میں فوج کے حوالے سے دفاعی صورتِ حال اب بالکل مختلف ہوچکی ہے۔ سوال پچاس ارب روپے کا نہیں ہے۔ میری نظر میں دفاعی نقطۂ نظر سے اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ آپ دفاعی بجٹ بے شک پچاس کی بجائے سو سے دوسو ارب روپے تک کا بنالیں۔

رضوان الرحمن رضی: درحقیقت ہم اپنی ملکی ضروریات کی تقریباً پچانوے فیصد LPG خود پیدا کرتے ہیں۔ درحقیقت آئل ریفائنری کا جو wastage ہوتا ہے، اُسے اکٹھا کرلیا جاتا ہے جسے ایل پی جی کہا جاتا ہے۔ پھر اُس LPG کو ہم سعودی آرامکو کمپنی کے ریٹ پر بیچتے ہیں جو اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ ریٹ ہے۔ اسی طرح بہت سی کمپنیوں کو کافی عرصہ سے اس مد میں مالی فوائد دیے جارہے ہیں۔ جب آپ LPG کو اپنے ذرائع آمدورفت میں استعمال کرنا شروع کردیں گے تو لازمی طور پر اس کے استعمال میں اضافے کی صورت میں اس کی قیمت میں بھی اضافہ ہوگا۔ نیز ایل پی جی ایک سپیشل ٹرمینل کے اُوپر درآمد ہوتی ہے۔ اس ٹرمینل کو لگانے کے لیے

روس سے درآمد شدہ LPG بذریعہ جلال آباد 16 گھنٹوں میں لاہور میں دستیاب ہوسکتی ہے

اگر زکوٰۃ اور عشر کو مؤثر انداز میں جمع کیا جائے تو کسی مزید ٹیکس کی ضرورت نہیں رہے گی

لیکن میرا کہنا یہ ہے کہ ان تمام چیزوں کے ساتھ ہم اس مقام پر بھی تو آئیں کہ اپنے خلاف اُٹھنے والی کسی بھی میلی آنکھ کا مقابلہ تو کرسکیں۔ اگر ڈرون طیارے ہم پر اسی طرح موسلا دھار بمباری کرتے رہیں تو پھر دفاعی بجٹ پچاس کی بجائے سو ارب روپے تک بھی بڑھا لیں تو اُس سے پاکستان کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اگر عوام سے پیسہ لے کر بھی عوام کو دشمن سے محفوظ نہ کیا جائے تو دفاعی بجٹ بڑھانے کا کیا فائدہ۔ ہم نے تو ہمیشہ اپنے ملک کو اپنی ہی فوج کے ہاتھوں فتح ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ لہٰذا دفاعی بجٹ کم یا زیادہ کرنے کی بجائے ہمیں اس بات کو مدنظر رکھنا چاہیے کہ آیا اس دفاعی بجٹ کی مد میں ملک کے دفاعی تقاضے پورے ہورہے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو اس طرح پیسہ ضائع کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بہرکیف دفاعی بجٹ ضرور بڑھانا چاہیے، لیکن اس سے ملکی دفاع کا مقصد بھی پورا ہونا چاہیے۔

سوال: گزشتہ حکومتوں نے CNG کو پٹرول کے سستے متبادل کے طور پر عوام کے سامنے پیش کیا تھا لیکن اب کچھ عرصہ سے LPG اور ہائی برڈ گاڑیوں کو Promote کیا جارہا ہے۔ صورتِ حال یہ ہے کہ CNG تو کسی نہ کسی حد تک ملک میں موجود ہے جبکہ LPG تو مکمل طور پر درآمد کرنی پڑے گی۔ آپ یہ بتائیں کہ کیا تمام ملکی ذرائع آمدورفت کو LPG پر لانے کا مقصد محض کمیشن کمانا ہے یا واقعتاً اس وقت LPG ہماری ملکی ضرورت بن چکی ہے؟

سرمایہ کاری کی ضرورت ہوتی ہے۔ جیسا کہ اینگرو کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ شاید اُس نے یہ ٹرمینل لگایا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جلال آباد میں اس وقت روس کی بنی ہوئی ایل پی جی دستیاب ہے۔ اور اس میں سب سے دلچسپ بات یہ ہے کہ جلال آباد سے پشاور تک ہائی وے موجود ہے۔ لہٰذا جلال آباد سے پشاور اور پھر پشاور سے لاہور تک ایل پی جی سولہ گھنٹوں کے اندر اندر آسانی سے دستیاب ہوسکتی ہے۔ ایل پی جی نہ صرف توانائی کا بہترین متبادل ہے بلکہ اصل فیول ہی LPG ہے۔

سوال: اگر زکوٰۃ اور عشر صحیح طریقے سے اکٹھے کیے جائیں تو کیا ملک میں کسی اور ٹیکس کی ضرورت باقی رہے گی؟

رضوان الرحمن رضی: میرے خیال میں پھر کسی بھی قسم کے ٹیکس کو ملک میں جاری کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ میرے خیال میں سرمایہ داری نظام کو دُنیا میں متعارف کروانے کا اصل مقصد ہی یہی تھا کہ جب تک عوام پر ٹیکس نافذ نہیں ہوا تھا، تب تک ایک خاتونِ خانہ اضافی کمائی کے لیے گھر سے باہر نہیں نکلتی تھی۔ لہٰذا امریکہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ جب ٹیکس لگا تو وہاں کی عورت صرف گھر سے ہی باہر نہیں نکلی بلکہ اپنے کپڑوں سے بھی باہر نکل گئی۔ لہٰذا یہی امریکی تہذیب اب ہمیں اخلاقیات کی اُلٹیاں کرتی دکھائی دیتی ہے۔

سوال: پاکستان میں اگر اسلامی حکومت نافذ ہوجائے تو

آپ کے خیال میں وہ اسلامی حکومت اپنی معاشی اصلاحات ملک میں کیسے نافذ کرے گی اور اپنا مالی بجٹ کیسے بنائے گی، جس سے عوام کو حقیقی ریلیف مل سکے؟

ایوب بیگ مرزا: آپ کے اس سوال کے جواب سے قبل زکوٰۃ اور عشر والے سوال کے حوالے سے عرض کروں گا۔ موجودہ نظامِ حکومت میں اگر صحیح انداز میں زکوٰۃ اور عشر اکٹھا کیا جائے تو بھی وہ سرمایہ دارانہ نظام کے تحفظ ہی کا سبب بنے گا۔ میرے خیال میں جب تک ملک میں مکمل اسلامی نظام نافذ نہیں ہو جاتا صرف زکوٰۃ اور عشر کے نظام کا نفاذ اپنے اصلی ثمرات نہیں دکھا پائے گا۔ اسلامی حکومت کی معاشی اصطلاحات کے نفاذ کے بارے میں عرض یہ ہے کہ معاشی حوالے سے اسلام کی دو چیزیں اہم ہیں ایک یہ کہ اسلام دولت کی غیر مساویانہ تقسیم کے خلاف ہے۔ یعنی دولت منصفانہ طریقہ سے معاشرے میں گردش کرے۔ دوسرا اسلامی حکومت میں سب سے اہم اور مقدس ادارہ اُس کا بیت المال ہوتا ہے کیونکہ بیت المال کا اصل مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ اس میں جو کچھ ہے وہ عوام کی بھلائی اور خوشحالی و بہبود کے لیے ہے۔ حضرت عمرؓ نے یہ فرمایا تھا کہ اگر فرات کے کنارے ایک کتا بھی بھوکا مر گیا تو اُس کے بارے میں مجھ سے سوال کیا جائے گا۔ آپؓ نے یہ بات اسلامی نظام کو سامنے رکھتے ہوئے کہی تھی جس کے تحت عوامی ضروریات کو پورا کرنا حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ لہٰذا ہم دیکھتے کہ جب حضرت عمرؓ کے دور میں قحط آیا تو آپؓ نے قطع ید (چور کا ہاتھ کاٹنا) کی سزا وقتی طور پر ختم کر دی تھی۔ یہ ہیں وہ بنیادی باتیں جن پر چل کر ایک اسلامی حکومت اپنے عوام کی فلاح و بہبود کے لیے بہتر انداز میں کام کر سکتی ہے۔

> جو کچھ ہماری پارلیمنٹ میں ہوا ہے اس کا اسلام سے دور دور تک کا بھی کوئی تعلق واسطہ نہیں۔ اس سارے منظرنامے نے یہ پول کھول کر رکھ دیا ہے کہ ہم آج بھی پڑھے لکھے جاہل ہیں

(مرتب: وسیم احمد/محمد بدرالرحمٰن)

☆☆☆

قارئین! اس پروگرام کی وڈیو تنظیم اسلامی کی آفیشل ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر خلافت فورم کے عنوان سے اور Youtube.com/khilfatforum پر دیکھی جاسکتی ہے۔

قرآن حکیم کی عظمت، تعارف اور حقوق و مطالبات جیسے علمی و عملی موضوعات پر 8 کتابوں کا مجموعہ

قرآن حکیم اور ہم

از ڈاکٹر اسرار احمدؒ

دیدہ زیب ٹائٹل کے ساتھ تقریباً 500 صفحات پر مشتمل فکر انگیز تالیف

خود پڑھیے۔ دوسروں کو تحفہ میں دیجیے!

اشاعت خاص (مجلد): امپورٹڈ آفسٹ پیپر، قیمت: 400 روپے

اشاعت عام (پیپر بیک): امپورٹڈ بک پیپر، قیمت: 250 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور 36۔کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور فون: 3-042-35869501

maktaba@tanzeem.org

مذاہبِ عالم میں

شادی بیاہ کی تعلیمات

حافظ محمد زاھد
ادارتی معاون قرآن اکیڈمی لاہور

کتاب کے اہم مباحث — صفحات: 272 قیمت: 250

- نکاح کا معنی و مفہوم اور تعارف
- قدیم تہذیبوں میں شادی بیاہ کا تصور
- ہندومت میں شادی بیاہ کی تعلیمات، طریقہ اور قوانین
- ہندومت میں بیوہ پر ظلم کی ایک جھلک
- ہندومت میں اولاد حاصل کرنے کا انوکھا طریقہ
- یہودیت میں شادی بیاہ کی تعلیمات، طریقہ اور قوانین
- عیسائیت میں شادی بیاہ کی تعلیمات، طریقہ اور قوانین
- اسلام میں شادی بیاہ کی تعلیمات، طریقہ اور قوانین
- اسلام میں نکاح کی سادگی اور ہندوانہ رسمیں
- شادی بیاہ سے متعلق اسلامی قوانین کی برتری

ملنے کا پتا: 55 بلاک ''C'' جوہر ٹاؤن لاہور۔ 03214291904

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (۲)

تحریر: فرقان دانش

اسلامی سفارت کے مدائن سے جاتے ہی یزدگرد نے رستم کو حکم بھیجا کہ ساباط سے چل کر قادسیہ پہنچو اور مسلمانوں کو پیس ڈالو۔ رستم نے ایک لاکھ اسی ہزار فوج اور تین سو جنگی ہاتھیوں کے ساتھ ساباط سے قادسیہ کی طرف کوچ کیا۔ رستم نے اس سفر میں سست روی کا مظاہرہ کیا اور قادسیہ تک پہنچنے میں چھ ماہ صرف کر دیے۔ مؤرخین کا خیال ہے کہ شاید وہ وقت گزار کر مسلمانوں کو قلت رسد میں مبتلا کرنا چاہتا تھا، تاکہ مسلمان تنگ آ کر خود ہی اپنے ملک کو واپس چلے جائیں۔ لیکن اس کا یہ اندازہ غلط ثابت ہوا۔ دوسری طرف دربارِ ایران کی طرف سے مسلسل تقاضا تھا کہ جنگ کی جائے۔ چنانچہ رستم نے جنگ کے آغاز سے پہلے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ اپنا کوئی معتمد میرے پاس گفتگو کے لیے بھیجو تاکہ صلح کی کوئی صورت بن سکے اور جنگ کی نوبت نہ آئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت ربعی رضی اللہ عنہ بن عامر کو رستم کے پاس بھیجا۔ حضرت ربعی رضی اللہ عنہ جب رستم کے دربار میں پہنچے تو معمولی لباس پہنے ہوئے تھے۔ کمر میں پٹی کی جگہ رسی، سر پر سادہ عمامہ اور تلوار میان کی بجائے چیتھڑوں میں لپٹی تھی۔ دوسری طرف رستم نے مرعوب کرنے کے لیے نہایت اہتمام سے دربار سجایا تھا۔ بیش بہا قالینوں کا فرش بچھا تھا۔ اعلیٰ وردیوں میں ملبوس فوجی دستے دونوں طرف کھڑے تھے۔ رستم خود اپنے امراء کے جلو میں سونے کے تخت پر براجمان تھا۔ حضرت ربعی رضی اللہ عنہ دربار میں بے نیازی سے داخل ہوئے۔ اپنے نیزے کی نوک سے قالین کو پھاڑتے ہوئے سیدھے رستم کے قریب پہنچے۔ نیزہ زمین میں گاڑا اور گھوڑے کی رسی ایک گاؤ تکیہ سے باندھ کر قالین کا ایک کونہ اٹھا کر زمین پر بیٹھ گئے۔ درباریوں نے چاہا کہ حسب دستور ان کے ہتھیار اتر والیں، لیکن انہوں نے کہا کہ میں خود نہیں آیا بلکہ تمہارے بلانے پر آیا ہوں۔ اگر تمہیں میرے ساتھ اسی حالت میں گفتگو کرنا ہے تو کرو ورنہ میں واپس جاتا ہوں۔ رستم نے اشارے سے درباریوں کو منع کیا اور گفتگو کا آغاز کیا:

رستم: تم قالین پر کیوں نہیں بیٹھے؟

ربعی رضی اللہ عنہ: ہمارے لیے پرتکلف فرش کی بجائے اللہ کا فرشِ زمین کافی ہے۔

رستم: تم ہمارے ملک میں کس مقصد کے لیے آئے ہو؟

ربعی رضی اللہ عنہ: ہم کو اللہ تعالیٰ یہاں لایا ہے۔ ہم مخلوقِ خدا کو بندوں کی غلامی سے نکال کر ایک خدائے واحد کی بندگی پر لانا چاہتے ہیں۔ اگر تم لوگ دین حق کو قبول کرو گے یا جزیہ دینا منظور کرو گے تو ہم یہاں سے چلے جائیں گے ورنہ تمہارے ہمارے درمیان تلوار سے فیصلہ ہوگا۔

رستم: تمہاری تلوار کی میان بہت بوسیدہ ہے، تمہاری تلوار کی کاٹ بھی ایسی ہوگی؟

ربعی رضی اللہ عنہ: اس کی کاٹ بہت تیز ہے، ابھی آزما کر دیکھ لو۔

ایرانیوں نے کچھ مضبوط ڈھالیں ان کے سامنے رکھیں۔ ربعی رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار سے ان کے ٹکڑے اڑا دیے۔ اس کے بعد کچھ دیر اسی قسم کی نوک جھونک ہوتی رہی۔ اس کے بعد رستم نے کہا کہ ہم تمہاری باتوں پر غور کریں گے۔ اب تم جا سکتے ہو۔ حضرت ربعی رضی اللہ عنہ شانِ بے نیازی سے رخصت ہوگئے۔

دوسرے دن رستم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے پھر ایلچی بھیجنے کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بن محصن کو بھیجا۔ وہ بھی حضرت ربعی رضی اللہ عنہ کی سی سادگی اور بے نیازی کے ساتھ دربار میں پہنچے اور گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے گفتگو کی۔ رستم نے وہی سوالات کیے اور اسے جوابات بھی وہی ملے۔

تیسرے دن رستم نے پھر سفارت طلب کی تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بن شعبہ تشریف لے گئے۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ اسی شان بے نیازی سے دربار میں داخل ہوئے اور بڑھ کر رستم کے برابر اس کے تخت پر جا بیٹھے۔ چوبداروں نے تخت سے اتار دیا۔ اس پر آپؓ نے فرمایا: میں نے تو اہل ایران کے مہذب اور ذی شعور ہونے کے بارے میں سنا تھا، لیکن اگر تمہارے یہی اعمال و ذوق ہیں تو سمجھ لو تمہارے آخری دن آ گئے۔ رستم شرمندہ ہوا اور کہا کہ میں نے تمہیں اپنے پاس سے اٹھانے کا حکم نہیں دیا تھا۔ یہ ملازموں کی غلطی ہے۔ اس مرتبہ بھی وہی سوال ہوئے۔ جواب بھی وہی دیے گئے جو پہلے سفراء نے دیے تھے۔ یہ سن کر رستم آگ بگولہ ہو کر بولا: ''سورج کی قسم اب تم سے ہرگز صلح نہ ہوگی اور کل تم سب کو ہلاک کر دوں گا۔'' حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر لشکر میں واپس آ گئے: ''بہت اچھا جو اللہ چاہے گا۔''

اب دونوں لشکر جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔ دونوں لشکروں کے درمیان دریا حائل تھا۔ رستم نے پیغام بھیجا کہ تم دریا پار کر کے آؤ گے یا ہم ادھر آئیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہلا بھیجا، تم ادھر آ جاؤ۔ رستم نے راتوں رات پل بنوایا اور اگلے دن دریا پار پہنچ گیا۔

جنگ قادسیہ

رستم کی دو لاکھ فوج لوہے میں ڈوبی تھی۔ دوسری طرف اسلامی لشکر کی تعداد 30 ہزار سے کچھ اوپر تھی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کسی بیماری کی وجہ سے لڑائی میں بذاتِ خود شریک نہ ہو سکے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنا خیمہ ایسی جگہ لگوایا جہاں سے جنگ کا تمام نقشہ ملاحظہ کر سکیں اور بالواسطہ فوجوں کو ہدایات دے سکیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے خالد رضی اللہ عنہ بن عرفطہ کو اپنی جگہ امیر مقرر کیا۔ اس کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے آخرت کو ترجیح دینے کے حوالے سے سپاہیوں سے خطاب کیا۔ تقریر سن کر مسلمانوں کے دلوں میں شوقِ شہادت موجیں مارنے لگا۔ پہلے دن جنگ شروع ہوئی۔ ایرانیوں نے سب سے پہلے جنگی ہاتھیوں کو مسلمانوں کی طرف دھکیلا۔ کئی مجاہدین ہاتھیوں کے پاؤں تلے مسلے گئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے قبیلہ بنی اسد کے جنگجوؤں کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ لیکن وحشی ہاتھیوں نے انہیں بھی پیچھے دھکیل دیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ہدایت پر اب بنی تمیم کے لوگ آگے بڑھے۔ یہ لوگ تیراندازی میں بہت مہارت رکھتے تھے۔ بنی تمیم نے نعرۂ تکبیر لگا کے اس جوش سے حملہ کیا کہ

ہاتھیوں کے منہ پھیر دیے اور سواروں کو نیزوں اور تیروں سے نیچے گرا دیا۔ پہلے روز حضرت خنساءؓ کے چار بیٹے بھی بے جگری سے لڑتے ہوئے یکے بعد دیگرے شہید ہو گئے۔ حضرت خنساءؓ نے ان کی شہادت کی خبر سن کر اللہ کا شکر ادا کیا کہ ان کے بیٹوں نے میدان جنگ سے پیٹھ نہیں موڑی اور مقامِ شہادت سے سرفراز ہوئے (تاریخ کی کتابوں میں حضرت خنساءؓ اور ان کے بیٹوں کا یہ مشہور واقعہ بڑی تفصیل سے آیا ہے)۔ صبح سے شام تک ہولناک جنگ ہوئی لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا۔

دوسرے دن حضرت سعدؓ نے علی الصبح شہداء کی تجہیز و تکفین کا انتظام کیا اور دونوں فوجیں ایک دوسرے کے مقابل صف آراء ہوگئیں۔ اسی اثناء میں حضرت عمر فاروقؓ کی ہدایت پر حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح کا شام سے بھیجا ہوا حضرت قعقاع بن عمروؓ کی زیر کمان ایک ہزار جنگجوؤں کا دستہ مدد کے لیے پہنچ گیا۔ حضرت قعقاعؓ خود ایک ہزار سواروں کے برابر مانے جاتے تھے۔ اس دستے کے پیچھے پانچ ہزار جوانوں کا دوسرا دستہ بھی آ رہا تھا۔ اس امدادی کمک سے مسلمانوں کو بڑی تقویت ملی۔ دوسری طرف ایرانی فوجوں کو بھی مدائن سے برابر کمک پہنچ رہی تھی۔ جنگ شروع ہوئی۔ دورانِ جنگ حضرت ہاشمؓ بن عتبہ بھی پانچ ہزار فوجیوں کے ساتھ پہنچ گئے۔ مسلمان ایرانیوں کے ہر وار کو پیچھے دھکیلتے رہے لیکن اُن کا ٹڈی دل کسی طرح کم ہونے میں نہ آتا تھا۔ قبیلہ بنوثقیف کے نامور بہادر ابومحجنؓ شراب نوشی کے جرم میں حضرت سعدؓ کے خیمے کے قریب ایک کوٹھڑی میں مقید تھے۔ وہ قید خانے کے سوراخوں سے لڑائی کا تماشا دیکھ کر سخت بے قرار ہو رہے تھے۔ انہوں نے حضرت سعدؓ کی زوجہ حضرت سلمیٰؓ سے التجا کی کہ اس وقت مجھے چھوڑ دو، شہید ہو گیا تو بہتر، ورنہ خود ہی آ کر بیڑیاں پہن لوں گا۔ حضرت سلمیٰؓ نے پہلے انکار کر دیا لیکن حضرت محجنؓ کی بے قراری اور دردناک اشعار سے بہت متاثر ہوئیں اور ابومحجنؓ کو رہا کر دیا۔ سلمیٰؓ نے حضرت سعدؓ کا ابلق گھوڑا اور ان کے ہتھیار ابومحجنؓ کے حوالے کر دیے۔ ابومحجنؓ منہ پر ڈھاٹا باندھے شیر کی طرح میدانِ جنگ میں پہنچے۔ وہ دشمن کو گاجر مولی کی طرح کاٹتے ہوئے کبھی میدان کے ایک طرف پہنچ جاتے کبھی دوسرے کنارے پر۔ جس طرف رُخ کرتے صفوں کی صفیں الٹ دیتے۔ مسلمان سمجھے شاید اللہ نے مدد کے لیے کوئی فرشتہ نازل کیا ہے۔ حضرت سعدؓ کو خیال گزرا کہ اس بہادر کے لڑنے کا انداز ابومحجنؓ جیسا ہے لیکن پھر سوچا یہ کیسے ہو سکتا ہے وہ تو قید میں ہے۔ شام تک دس ہزار ایرانی مارے گئے اور دو ہزار مسلمانوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔ حضرت ابومحجنؓ نے شام کو واپس آ کر خود بیڑیاں پہن لیں۔ حضرت سعدؓ نے سلمیٰؓ سے ذکر کیا کہ ایک شخص نے بڑی بہادری کا مظاہرہ کیا، اس کا انداز ابومحجنؓ جیسا تھا۔ اس پر سلمیٰؓ نے ساری بات گوش گزار کر دی۔ حضرت سعدؓ نے چشم پُر آب کے ساتھ فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں ایسے مجاہد کو قید نہیں رکھ سکتا'' اور فوراً انہیں رہا کرنے کا حکم دیا۔ ابومحجنؓ نے کہا کہ حد کے خوف سے تو میں نے شراب نوشی ترک نہ کی لیکن اب اللہ کے خوف سے عہد کرتا ہوں کہ آئندہ شراب کو ہاتھ نہ لگاؤں گا۔

تیسرے دن پھر دونوں فوجیں ایک دوسرے سے نبرد آزما ہوئیں۔ لڑائی سے قبل حضرت سعدؓ نے فوج کے کچھ دستوں کو میدان جنگ سے دُور بھیج دیا اور ہدایت کی کہ جب لڑائی عروج پر ہو تو اس فوج کے چھوٹے چھوٹے دستے تکبیر کے نعرے لگاتے میدان جنگ میں وقفے وقفے سے داخل ہوں، دشمن سمجھے گا کہ مسلمانوں کو کمک مل رہی ہے اور وہ خوفزدہ ہو جائے گا۔ ایسا ہی ہوا لیکن ہاتھیوں نے مسلمانوں کو اتنا نقصان پہنچایا کہ معرکہ میں فیصلہ کن موڑ نہیں آ رہا تھا۔ حضرت سعدؓ نے یہ دیکھا تو ہدایت کی کہ سب سے آگے دو ہاتھی ایک سفید اور ایک چتکبرا کی آنکھیں اور سونڈ بے کار کر دو۔ ایک ہاتھی کو حضرت قعقاعؓ اور دوسرے کو حضرت عاصمؓ نے بڑی پھرتی سے اندھا کیا اور سونڈیں کاٹ ڈالیں۔ دونوں ہاتھی درد کی شدت سے چنگھاڑیں مارتے واپس پلٹے تو دوسرے ہاتھی بھی پیچھے ہو لیے، یوں ہاتھیوں کی مصیبت سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نجات دی۔ تاہم جنگ آدھی رات تک بغیر فیصلے کے جاری رہی۔ مسلمان لڑتے لڑتے رستم کے تخت تک پہنچ گئے۔ رستم اپنے حفاظتی دستے کے ساتھ جی جان لگا کر لڑا۔ مجاہدین نے رستم کے آہن پوش سپاہیوں کو قتل کر ڈالا۔ رستم زخمی ہو کر بھاگ کھڑا ہوا۔ ہلال بن علقمہؓ نے تعاقب کیا۔ رستم نے نہر میں چھلانگ لگا دی۔ حضرت ہلالؓ نے ٹانگ پکڑ کر باہر گھسیٹا اور سر کاٹ کر رستم کے تخت پر چڑھ گئے اور زور سے پکارے: ''میں نے رستم کو قتل کر دیا''۔ یہ سن کر ایرانی بدحواس ہو گئے اور مسلمانوں کے ہاتھوں گاجر مولی کی طرح کٹنے لگے۔ مسلمان فتح مند ہوئے۔

اس لڑائی میں تیس ہزار ایرانی ہلاک ہوئے۔ آٹھ ہزار مسلمانوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔ مسلمانوں کے ہاتھ بے شمار مالِ غنیمت لگا۔ حضرت عمر فاروقؓ کو فتح کی خبر ملی تو سجدۂ شکر بجا لائے اور حضرت سعدؓ کو حکم بھیجا کہ تمام مالِ غنیمت مجاہدین میں تقسیم کر دو حتیٰ کہ خمس بھی اُنہیں ہی دے دو۔ حضرت سعدؓ نے ہر سوار کو چھ ہزار پیدل کو دو ہزار دیے۔ جن لوگوں نے غیر معمولی کارنامے سرانجام دیے اُنہیں اضافی رقم دی۔ حفاظ قرآن کو بھی زائد حصہ دیا گیا۔ جو لوگ کسی وجہ سے لڑائی میں شریک نہ ہو سکے تھے انہیں بھی مالِ غنیمت میں سے حصہ ملا۔ اس جنگ سے ایرانیوں پر مسلمانوں کی شجاعت کی دھاک بیٹھ گئی۔ فتح کے بعد حضرت سعدؓ دو ماہ تک قادسیہ میں مقیم رہے۔ اس دوران حضرت عمر فاروقؓ کی ہدایت پر یہاں کے لوگوں کے لیے عام معافی کا اعلان کر دیا گیا۔ ہزار ہا لوگ مسلمانوں کے اخلاق سے متاثر ہو کر اسلام لے آئے۔ دو ماہ میں مسلمانوں کی تھکان اتر گئی اور حضرت سعدؓ بھی پوری طرح صحت یاب ہو گئے۔ اب وقت آ گیا تھا کہ مسلمان قادسیہ سے آگے بڑھیں۔

(جاری ہے)

تجربہ کار سیلز سٹاف کی ضرورت ہے

اعلیٰ معیار کے حلال اجزاء سے تیار کئے گئے ہاتھ سوپ اور بیوٹی سوپ کی مارکیٹنگ کے لئے پورے پاکستان سے مالی طور پر مستحکم ڈسٹری بیوٹرز اور تجربہ کار سیلز سٹاف درکار ہے۔

تنظیم اسلامی کے رفقاء کو ترجیح دی جائے گی۔

برائے رابطہ: ضیاءاللہ کھیتران
0308-5504733
0333-3615033

شیزان اور دیگر قادیانی مصنوعات کا
بائیکاٹ کیوں ضروری ہے؟

مولانا عزیز الرحمٰن ثانی
مرکزی ناظم شعبہ اطلاعات ونشریات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

دین اسلام کے بنیادی عقائد میں سے اہم ترین عقیدہ عقیدۂ ختم نبوت ہے، جس پر مسلمانان عالم متفق ہیں۔اس مبارک عقیدہ کی عظمت کو بیان کرنے کے لئے اتنا کہہ دینا ہی کافی ہے کہ یہ عقیدہ پورے دین اسلام کی روح ہے۔ جیسے روح کے بغیر جسم کی کوئی حیثیت نہیں ایسے ہی عقیدۂ ختم نبوت کے بغیر کسی عمل کی کوئی اہمیت نہیں۔ اگرچہ ایک شخص لاکھوں نمازیں پڑھے، روزے رکھے، حج کرے سب بے کار ہیں۔ یہ قرب قیامت کا دور ہے۔ روز بروز نت نئے فتنے مختلف شکلوں میں رونما ہو رہے ہیں، جن میں سب سے بڑا فتنہ قادیانیت ہے۔ پوری ملت اسلامیہ متفقہ طور پر قادیانیوں کو کافروں کی بدترین قسم زندیق قرار دیتی ہے اور بقول علامہ اقبالؒ: ’’قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں‘‘۔ پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ نے سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں قادیانیوں کو متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ اس کے بعد صدر پاکستان نے تعزیرات پاکستان میں دفعہ 298 بی اور 298 سی کا اضافہ کرتے ہوئے قادیانیوں کو شعائر اسلامی کے استعمال اور قادیانیت کی تبلیغ سے روک دیا۔اس آرڈیننس کی رو سے قادیانی نہ تو کلمہ کا استعمال کر سکتے ہیں اور نہ قرآن مجید، اذان، نماز، روزہ کا کسی بھی طرح استعمال کر سکتے ہیں۔ ایسا کرنے پر ان کو گرفتار کر کے تین سال کی سزا دی جائے گی۔ تاکہ کلمہ طیبہ، قرآن مجید اور دیگر شعائر اسلامی ان ناپاک لوگوں کے ہاتھوں سے محفوظ ہو جائیں۔

منکرین ختم نبوت قادیانی رمرزائی آج بھی مختلف چالوں سے مسلمانوں کے کمائے ہوئے پیسوں سے مسلمانوں کے ایمان پر حملہ آور ہیں۔ دوستی، نوکری، چھوکری، پیسوں کی ٹوکری کے بہانے سے اور کسی کو غیر ملکی ویزہ کا جھانسا دے کر اس کے ایمان کو لوٹنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سچے اور آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا رشتہ توڑ کر مرزا غلام احمد قادیانی سے جوڑتے ہیں، جو ایک طرف اپنے آپ کو انگریز کا خود کاشتہ پودا قرار دیتا تھا اور دوسری طرف (نعوذ باللہ) محمد رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کرتا تھا۔

اکثر لوگ سوال کرتے ہیں کہ کفار کے ساتھ تو معاملات کرنے جائز ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ کفار کے ساتھ معاملات تب جائز ہیں جب وہ مسلمان کا روپ نہ دھاریں اور مسلمان کی نشانیوں (شعائر اسلامی) کو استعمال کر کے مسلمانوں کو دھوکہ نہ دیں۔ جبکہ قادیانی مسلمانوں کا روپ دھار کر اور ان کے شعائر (کلمہ، نماز، روزہ، قرآن) کو استعمال کر کے تعلقات کے جھانسہ میں سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالتے ہیں۔ لہٰذا اس قسم کے کافروں سے ہر قسم کے تعلقات حرام ہیں۔ پاکستان اور بیرون ممالک سے مختلف مکاتب فکر کے تمام جید علماء کرام اور مفتیان عظام اور تمام بڑے بڑے دینی مدارس کا متفقہ فتویٰ ہے کہ قادیانیوں/مرزائیوں سے خرید و فروخت، تجارت، لین دین، سلام و کلام، ملنا جلنا، کھانا پینا، شادی و غمی میں شرکت، جنازہ میں شرکت، تعزیت، عیادت، ان کے ساتھ تعاون یا ملازمت سب شریعت اسلامیہ میں سخت ممنوع اور حرام ہیں۔ قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ ان کو توبہ کرانے میں بہت بڑا علاج اور ان کی اصلاح اور ہدایت کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ ہر مسلمان کا اولین ایمانی فریضہ ہے اور رسول اللہ ﷺ سے محبت کی نشانی ہے۔

قادیانیت رسول اللہ ﷺ سے بغض و عداوت اور دشمنی کا دوسرا نام ہے۔ قادیانی / مرزائی ختم نبوت اور دین اسلام پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بے انتہا پیسہ خرچ کر کے مرزائیت کی تبلیغ اور مسلمانوں کو مرتد بنانے اور اسلام اور پاکستان کو نقصان پہنچانے میں مصروف ہیں اور اس کوشش میں قادیانی جماعت کی مالی معاونت میں شیزان پیش پیش ہے۔ شیزان قادیانیوں کا ملکیتی بہت اہم ادارہ ہے۔ اس کی مصنوعات جوس، مربے، چٹنیاں، جام، جیلی، نمک، بوتلیں وغیرہ پورے پاکستان میں دستیاب ہیں اور بیرونِ ممالک میں بھی جاتی ہیں۔ یہ قادیانی جماعت کی بھرپور مالی معاونت کرنے والا ادارہ ہے۔ لمحۂ فکریہ ہے کہ یہ ادارہ جو اسلام مخالف سرگرمیوں میں جوش و خروش سے مصروف ہے، ہم مسلمانوں کی جیب سے چل رہا ہے۔ شاہ نواز نامی متعصب قادیانی نے 1967ء میں شیزان کمپنی کی بنیاد رکھی اور اس کی آمدنی میں سے بے دریغ سرمایہ مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کی تشہیر کے لئے خرچ کیا۔ شیزان کمپنی نے قادیانیت کی تبلیغ و تشہیر کے لئے ریکارڈ کام کیا۔ پاکستان میں قادیانیوں کے سالانہ جلسہ پر پابندی لگنے پر یہ جلسہ ملعونہ لندن میں منعقد ہوا۔ اس جلسے کے لئے سب سے زیادہ مالی معاونت شیزان نے کی۔ 1988ء میں ایک کروڑ ساڑھے اکاون ہزار روپے ربوہ فنڈ میں جمع کروائے اور ہر سال کروڑوں روپے اس فنڈ میں جمع کروائے جا رہے ہیں۔ خلاف قانون شائع ہونے والے قادیانی اخبارات اور درجنوں رسائل اور جرائد میں شیزان انٹرنیشنل بڑے بڑے اشتہارات دے کر انہیں مالی طور پر مستحکم کرتی ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کے خلاف کام کرنے والے اور ارتداد پھیلانے والے قادیانی طلبہ اور مربیوں کے لئے شیزان انٹرنیشنل نے باقاعدہ وظائف مقرر کر رکھے ہیں۔ حضرت محمد ﷺ کی شان میں گستاخیوں پر مبنی قادیانی لٹریچر چھپوانے کے لئے وسیع فنڈ شیزان انٹرنیشنل نے مخصوص کر رکھا ہے۔ ہر قادیانی رسالے کے خاص نمبر میں شیزان انٹرنیشنل خصوصی تعاون کرتی ہے۔ شاہ نواز اس قدر جنونی قادیانی تھا کہ معروف سابق قادیانی مرزا محمد حسین نے ہولناک انکشاف کرتے ہوئے کہا تھا کہ شیزان کمپنی کے مالک شاہ نواز قادیانی کی ہدایت پر اس کی تمام مصنوعات میں ربوہ کے نام نہاد بہشتی مقبرہ کی مٹی بطور تبرک استعمال ہوتی ہے۔ معروف صحافی جناب آغا شورش کشمیریؒ نے ایک جلسہ میں اپنی تقریر میں اس راز سے پردہ افشاں کیا تھا۔

1974ء میں قادیانیوں کے خلاف ملک گیر تحریک چلی تو مسلمانوں میں قادیانیوں/مرزائیوں کے خلاف شدید اشتعال پایا جاتا تھا۔ ان دنوں شیزان کا کاروبار کم ہونا شروع ہوا تو شاہ نواز نے ایک بدقسمت

مسلمانوں میں ڈین ٹیکسی والی فیملی اور محمد خالد جیسے غداروں کی وجہ سے 38 سال سے یہ پروپیگنڈا جاری ہے کہ شیزان مسلمانوں نے خرید لی ہے حالانکہ یہ شاہ نواز فیملی کی ملکیت ہے

مسلمان فیملی (ڈین ٹیکسی والوں) سے ایک معاہدہ کیا جس کی رُو سے شیزان فیکٹری اور اس کی تمام مصنوعات اور تمام دنیا میں موجود شیزان ریسٹورنٹ قادیانیوں کی ملکیت رہیں گے۔ البتہ صرف لاہور کی حدود میں قائم شیزان بیکریاں اور ریسٹورنٹ مسلمان چلائیں گے مگر نام شیزان کا رکھنے کے پابند ہوں گے اور شیزان کو پروموٹ کریں گے۔ مسلمانوں کو خفیہ اور مشروط معاہدہ کے تحت بیکریاں فروخت کردی گئی۔ اس میر جعفر اور میر صادق صفت فیملی نے قادیانیوں کے شانہ بشانہ اسلام کو نقصان پہنچانے اور قادیانیت کے فروغ کے لئے اپنی مسلمانی تک پیش کردی۔ اس کے بعد شاہنواز نے پوری دنیا میں جہاں جہاں شیزان کی مصنوعات جاتیں وہاں پروپیگنڈا شروع کروادیا کہ شیزان مسلمانوں نے خرید لی ہے اور شیزان والے بہت سے مسلمانوں کو دھوکہ دینے میں کامیاب ہوگئے کہ شیزان مسلمانوں کی ملکیت ہے۔ کراچی سے خیبر تک ہر جگہ شیزان والے 38 سال سے یہ پروپیگنڈا کرتے نظر آرہے ہیں کہ شیزان مسلمانوں نے خرید لی ہے۔

شیزان بیکریوں کے مالکان شیزان کا نام اور سٹائل جو کہ شاہ نواز کے نام رجسٹرڈ ہے استعمال کررہے ہیں اور لاکھوں مسلمانوں کے لعنت ملامت کے ساتھ منع کرنے کے باوجود چار عشروں سے استعمال کررہے ہیں۔ قادیانیوں/مرزائیوں کے ساتھ مل کر پوری دنیا میں مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں کہ شیزان قادیانیوں کی ملکیت نہیں ہے۔ ڈین ٹیکسی فیملی کے جلال الدین، ریاض الدین، اسلم، افضل، اعجاز اور اصغر سے درخواست ہے کہ اگر یہ بیکریاں آزاد ہیں تو ان کا نام تبدیل کریں تاکہ مسلمانوں کو پتہ چلے کہ ان کا شیزان سے کوئی تعلق نہیں ہے، اور انہیں مسلمان خرید چکے ہیں۔ اور پوری دنیا میں تشہیر کریں کہ شیزان انٹرنیشنل کی تمام مصنوعات قادیانیوں کی ہیں اور لاہور کے علاوہ ساری دنیا میں موجود شیزان ریسٹورنٹ قادیانیوں کی ملکیت ہے۔ ہمارا نام غلط استعمال کیا گیا کہ شیزان کی مصنوعات ہم مسلمانوں نے لے لی ہیں۔ ہم نے صرف لاہور شہر کی حدود میں قائم شیزان بیکریاں اور ریسٹورنٹ خریدا ہے اور اس کا نیا نام ——— ہے۔ جب تک ان بیکریوں کا نام نہیں بدلا جاتا، ان کی حیثیت ایسی رہے گی کہ مسلمانوں کی قادیانی بیکریاں۔ اگر کسی کو یہ بات سمجھ نہ آئے تو وہ اس طرح فرض کرلیں کہ اگر کوئی مسلمان ''ابوجہل بیکرز اینڈ سوئیٹس'' کے نام سے دکان کھول لے تو کیا کوئی مسلمان جس کے اندر ذرا سی بھی دینی غیرت موجود ہو، اس بیکری سے سامان خریدے گا؟ یقیناً نہیں۔ حالانکہ صرف نام ابوجہل رکھا ہے شیزان بیکری کا تو نام بھی قادیانیوں کا ہے اور مال بھی قادیانیوں کا اور منافع بھی قادیانیوں کو جاتا ہے۔ دوسرا ان کی دھوکہ دہی کی وجہ سے لوگ شیزان کی قادیانی مصنوعات کو ساری دنیا میں استعمال کرلیتے ہیں۔

1990ء میں جب شیزان کمپنی کا مالک چودھری شاہ نواز جہنم رسید ہوا تو قادیانی نبوت کے ترجمان "الفضل" نے اس کے لئے جو تعریفی کلمات کہے وہ ان مسلمانوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ شیزان فیکٹری قادیانیوں کی نہیں یا شیزان فیکٹری پہلے قادیانیوں کی تھی اور اب مسلمانوں نے خرید لی ہے۔ قادیانی روزنامہ "الفضل" لکھتا ہے۔ "احباب جماعت کو نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ مکرم چوہدری شاہ نواز صاحب 23 مارچ 1990ء کی شب لاہور میں حرکت قلب بند ہوجانے کی وجہ سے انتقال فرما گئے۔ آپ کی عمر 85 برس تھی۔ محترم چوہدری شاہ نواز صاحب جماعت احمدیہ کے مخیّر اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے احباب میں سے تھے۔ آپ کو روسی زبان میں ترجمہ وطباعت قرآن کریم کا سارا خرچ ادا کرنے کی بھی توفیق ملی۔ چنانچہ سیدنا حضرت جماعت احمدیہ (الرابع) اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ 1983ء کے دوسرے روز 27 دسمبر کو خطاب کرتے ہوئے محترم چوہدری شاہ نواز صاحب کا ذکر یوں فرمایا: ''روسی زبان میں ہم ابھی تک ترجمہ قرآن شائع نہیں کرسکے تھے۔ اس کے اخراجات بھی بہت زیادہ اٹھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے محترم چوہدری شاہ نواز صاحب کے دل میں یہ تحریک ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ وہ روسی زبان میں ترجمہ ونظر ثانی کے سارے اخراجات ادا کریں گے اور پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں مزید نیکی کی توفیق دی۔ ایک نیکی دوسری نیکی کو جنم دیتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے لکھا ہے کہ میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں روسی زبان میں قرآن کریم کی طباعت کے بھی سارے اخراجات ادا کروں گا'' (الفضل 14 جنوری 1984)۔ اسی طرح خطاب جلسہ سالانہ لندن 1987ء کے موقع پر بھی فرمایا۔ ''مکرم چودھری شاہ نواز صاحب کو رَشین قرآن کریم کا خرچ پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ''حضور نے مزید فرمایا۔ ''جاپانی زبان کے متعلق چودھری شاہ نواز صاحب کے بچوں نے اپنے باپ کے علاوہ یہ پیش کش کی ہے اور اس سلسلے میں بہت سی رقم جمع بھی کروا چکے ہیں۔'' (ضمیمہ قادیانی "خالد" اکتوبر 1987ء صفحہ 6 کالم 2)

شیزان نے مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور قادیانی بنانے کے لئے روس اور جاپانی زبان میں قرآن کریم کے تحریف شدہ تراجم چھاپ کر تقسیم کئے۔ قادیانی تراجم میں عقیدۂ ختم نبوت کو جھٹلایا جاتا ہے اور سلسلۂ نبوت کو جاری ثابت کیا جاتا ہے۔ مرزا قادیانی کو محمد رسول اللہ مانا جاتا ہے اور قرآنی آیات مقدسہ کو مرزا قادیانی سے منسوب کیا جاتا ہے۔ اس کے مرتد ساتھیوں کو ''صحابہ رسول'' اور ''اہل بیت'' کا نام دیا جاتا ہے اور اس کی بے ہودہ بیویوں کو امہات المومنین کا نام دیا جاتا ہے۔

شیزان کے علاوہ شاہ تاج شوگرمل کی تیار کردہ چینی، OCS، ذائقہ بناسپتی گھی، BETA پائپ، شان آٹا، یونیورسل سٹیبلائزر، قائداعظم لاء کالج، بوبی شوز وغیرہ بھی قادیانیوں کے ادارے ہیں۔ یہ ہر سال قادیانی جماعت کو کروڑوں روپے چندہ دیتے ہیں جو اسلام کے خلاف استعمال ہوتا ہے

شاہ نواز کے مرنے پر شیزان انٹرنیشنل نے قومی اخبارات میں جو اشتہار شائع کروایا اس کا متن ملاحظہ فرمائیں۔ '' انتقال پرملال: پاکستان کے ممتاز صنعت کار اور بزنس مین چودھری شاہ نواز چیئرمین شاہ نواز گروپ 23 مارچ 1990ء کو رات کو انتقال کر گئے۔ ان کی عمر بیاسی سال تھی۔ وہ اپنے چھوٹے صاحبزادے مسٹر منیر نواز چیئرمین شیزان انٹرنیشنل لمیٹڈ کی رہائش گاہ واقع 15/295 سرور روڈ لاہور کینٹ میں قیام پذیر تھے۔ ان کا جنازہ 25 مارچ کو ربوہ لے جایا گیا جہاں انہیں سپرِدِ خاک کردیا گیا۔ مرحوم چودھری شاہ نواز ضلع سیالکوٹ کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے اپنی عملی زندگی کا آغاز وکیل کی حیثیت سے کیا اور بعد میں کاروبار کی طرف متوجہ ہوگئے۔ انہوں نے شاہ نواز گروپ کے نام سے ایک گروپ آف انڈسٹریز قائم کیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے اندرون ملک اور بیرون ملک شیزان ریستوران قائم کئے۔ مرحوم چودھری شاہ نواز نے شیزان انٹرنیشنل لمیٹڈ کے زیرِ اہتمام پھلوں کے رس کو بوتلوں میں بند کرکے پاکستان میں متعارف کرایا۔ انہوں نے اپنے پیچھے دو صاحبزادے مسٹر محمود نواز اور مسٹر منیر نواز

دو صاحبزادیاں مسز محمد خالد اور مسز محمد نعیم کے علاوہ سینکڑوں کارکن سوگوار چھوڑے ہیں"۔

("نوائے وقت" مورخہ 26 مارچ 1990ء)

شاہ نواز کے مرنے کے بعد اس کی قادیانی فیملی شیزان انٹرنیشنل کو چلا رہی ہے اور اسی انداز سے چلا رہی ہے جو شاہ نواز نے اپنی زندگی میں اپنایا تھا۔ یہ فیملی بھی قادیانی جماعت کے لئے مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہے اور قادیانیت کے فروغ کے لئے تن من دھن قربان کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتی ہے اور اسی طرح قادیانی رسائل، اخبارات میں اشتہارات اور مالی منصوبوں میں تعاون جاری رکھے ہوئے ہے۔ شیزان انٹرنیشنل کے موجودہ مالکان/حصہ داران کے نام یوں ہیں۔ شاہ نواز کا بیٹا محمود نواز اور منیر نواز اور ان کی بیویاں بشریٰ محمود نواز اور عابدہ منیر نواز۔ شاہ نواز کی بیٹی امت الحی اور اس کا شوہر چودھری محمد خالد۔ شاہ نواز کی دوسری بیٹی امت الباری نعیم اور اس کا شوہر محمد نعیم اور سیفی چودھری قادیانی۔ یہ سب پکے قادیانی ہیں۔ قادیانی ادارے آج بھی اس ہتھیار کو استعمال کر رہے ہیں کہ اپنے ساتھ ایک آدھ بے غیرت، غدار اسلام مسلمان کو چند فیصد اپنا حصہ دار بنا کر پروپیگنڈا کریں کہ قادیانی ادارہ مسلمانوں نے خرید لیا ہے کیونکہ بہت سے سادہ لوح حضرات اس دھوکے میں آجاتے ہیں۔ شاہ نواز کی اس قادیانی فیملی کے ساتھ مسلمان ہونے کا دعوے دار لاہور کا محمد خالد شیزان انٹرنیشنل میں معمولی شیئرز ہولڈر ہے۔ محمد خالد شیزان انٹرنیشنل اور پوری دنیا کے شیزان ریستوران کو مسلمانوں کی ملکیت ثابت کرنے کے لئے دن رات کوشاں ہے اور اس کام کے لئے قومی اخبارات اور دوسرے ذرائع استعمال کر رہا ہے۔ شاہ نواز کی فیملی کے کل شیئرز 1589156 ہیں۔ جبکہ محمد خالد کے شیئرز کی تعداد 2700 اور اس کی بیوی کے شیئرز کی تعداد 600 ہے۔ سیفی چودھری قادیانی جو کہ شیزان انٹرنیشنل کا چیف ایگزیکٹو تھا، اس کی جگہ محمد خالد کو چیف ایگزیکٹو بنا کر مسلمانوں کو دھوکہ دینے والی مہم کو دوبارہ تیز کر دیا گیا ہے۔ مسلمانوں میں ڈین ٹیکسی والی فیملی اور محمد خالد جیسے غداروں کی وجہ سے 38 سال سے یہ پروپیگنڈا جاری ہے کہ شیزان مسلمانوں نے خرید لی ہے حالانکہ یہ شاہ نواز فیملی کی ملکیت ہے۔ ایسے مسلمانوں کے بارے میں شریعت اسلامیہ کہتی ہے کہ یہ لوگ فاسق، گمراہ، ظالم اور مستحق عذاب الیم ہیں۔ مسلمان اچھی طرح جانتے ہیں کہ کسی کافر کی شراب کی فیکٹری میں اگر کوئی مسلمان ایک فیصد کا حصہ دار ہوگیا تو وہ شراب جائز نہیں ہوگی۔ اسی طرح اگر کوئی مسلمان سور کے گوشت کی فروخت میں چند فیصد کا حصہ دار ہو جائے تو اس کا مسلمان ہونا سور کے گوشت اور اس کو فروخت کرنے کے عمل کو جائز اور حلال نہیں کر سکتا۔ اسی طرح اگر کوئی بدنصیب مسلمان شراب خانہ کے باہر مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے حدیث شریف لکھ کر لگا دے تو وہاں کی شراب جائز نہیں ہوگی۔ آپ علیحدہ کام کریں اور دنیاوی مفاد کی خاطر اپنی مسلمانی اور غیرت ایمانی کو نیلام کرنے سے بچائیں۔ مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت سے تعاون کی بجائے تاجدارِ ختم نبوت ﷺ کے جھنڈے تلے پناہ لیں۔

قادیانیوں کی مصنوعات کی خرید و فروخت کرنے والوں سے گزارش ہے کہ نبی پاک ﷺ کا مقام ہمارے ماں باپ، ہماری آل اولاد بلکہ ہماری جان سے بھی زیادہ ہے۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ اگر آج تک ہماری ذات سے شیزان اور دیگر قادیانی اداروں کو کوئی نفع پہنچا ہے تو اس کا ازالہ کریں اور اس کی ایک ہی صورت ہے کہ شیزان اور دیگر قادیانی اداروں کا مکمل بائیکاٹ کریں اور دیگر مسلمانوں کو بھی اس بات پر تیار کریں۔ اے افراد ملت اسلامیہ! آج ہمارے معاشرے میں ڈاکٹر شوگر کے مریض کو میٹھی اشیاء استعمال کرنے سے روکے تو وہ

شیزان کمپنی کے مالک شاہ نواز قادیانی کی ہدایت پر اس کی تمام مصنوعات میں ربوہ کے نام نہاد بہشتی مقبرہ کی مٹی بطور تبرک استعمال ہوتی ہے

فوراً رک جاتا ہے، اگر بلڈ پریشر کے مریض کو نمک استعمال کرنے سے منع کرے تو وہ فوراً منع ہو جاتا ہے۔ اگر دل کے مریض کو سخت کام کاج کرنے سے روکا جائے تو فوراً رک جاتا ہے۔ جان کی حفاظت کے لئے تو ڈاکٹر کی ہدایات کے مطابق سب کچھ چھوڑا جا سکتا ہے لیکن کیا ایمان کی حفاظت کے لئے شیزان اور دیگر قادیانی اداروں کو نہیں چھوڑا جا سکتا؟

شیزان کے علاوہ شاہ تاج شوگر مل کی تیار کردہ چینی، OCS، ذائقہ بناسپتی گھی، BETA پائپ، شان آٹا، یونیورسل سٹیبلائزر، قائداعظم لاء کالج، بوبی شوز وغیرہ بھی قادیانیوں کے ادارے ہیں۔ یہ ہر سال قادیانی جماعت کو کروڑوں روپے چندہ دیتے ہیں جو اسلام کے خلاف استعمال ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں اگر آپ کی نظر میں کوئی دوسری قادیانی کمپنی یا آپ کے شہر میں کوئی دکان ہے تو اس کا بھی بائیکاٹ کیجیے۔ یہ آپ کی دینی غیرت وحمیت کا اولین تقاضا ہے۔ اگر آپ کی وجہ سے قادیانیوں کو منافع اور فائدہ پہنچ رہا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ان کی اسلام دشمن سرگرمیوں میں مالی طور پر بالواسطہ آپ بھی شامل ہو رہے ہیں۔ یہ چیز آپ کی آخرت کو برباد کر دے گی۔ لہٰذا اس سے اجتناب کریں۔

تمام مسلمان بھائیوں سے درخواست ہے کہ اگر آپ کے محلہ یا علاقہ میں کسی دوکاندار نے شیزان کی مصنوعات رکھی ہوں تو اسے مسلسل پیار، خوش اخلاقی، نہایت محبت اور احترام کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کی محبت اور دینی غیرت وحمیت کے واقعات سنا کر شیزان کے بائیکاٹ کے لیے تیار کریں۔ اسے قادیانیوں کے کفریہ اور گستاخانہ عقائد سمجھانے کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتائیں کہ شیزان کمپنی کے مالکان اس سے حاصل ہونے والی آمدنی کا ایک کثیر حصہ قادیانی فنڈ میں جمع کرواتے ہیں جو مسلمانوں کو مرتد کرنے، تحریف شدہ تفسیر قرآن تقسیم کرنے اور اسلام کو نقصان پہنچانے میں استعمال ہوتا ہے۔ آپ کی تھوڑی سی محنت اور توجہ سے دوکاندار شیزان کا بائیکاٹ شروع کر دے گا (ان شاءاللہ)۔

ہمارے بعض مسلمان بھائی شیزان کمپنی میں کام کرتے ہیں جن کا کہنا ہے کہ ہم مسلمان ہیں مگر غیر مسلم قادیانیوں کے ہاں کام کرنے کی اجازت دی جائے کیونکہ آج کل روزگار نہیں ملتا۔ شیزان کمپنی میں کام کرنے والے ہمارے مسلمان بھائیوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ یہ روزی حرام ہے اور قادیانیوں کا بائیکاٹ فرض ہے۔ ان مسلمانوں سے درخواست ہے کہ قادیانیوں سے کاروبار کرنا حرام ہے۔ اپنے بچوں کے لئے حلال طریقے سے روزی تلاش کریں، جس کے لاکھوں ذرائع ہیں۔ پاکستان میں صرف شیزان نہیں بلکہ لاکھوں ادارے ہیں۔ یاد رکھیے، جو شخص حضور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عزت و ناموس کے لیے گستاخان رسول کے خلاف اپنی ملازمت کی قربانی دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر اپنے رزق کے تمام دروازے کھول دے گا۔

آقائے دوجہاں سرور کونین فخر دوعالم سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ کی محبت جو گناہ گار سے گناہ گار مسلمان کے سینے میں جوش مار رہی ہے کے وسیلے سے ایک ایک مسلمان سے پرزور اپیل کی جاتی ہے کہ وہ قادیانیوں اور ان کی تمام مصنوعات کا مکمل طور پر بائیکاٹ کریں، ان سے ہر قسم کے تعلقات کو ختم کریں اور ان کے ساتھ تعلقات کو ختم کرنے کے لئے اپنے دل کو غیرت دلانے کے لئے اس جملے کو پڑھ لیا کریں:

"اے مسلمان جب تو کسی قادیانی سے ملتا ہے
تو گنبد خضریٰ میں دل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
دکھتا ہے۔"

ماؤں کا عالمی دن اور

آج کی مسلمان خاتون (۲)

بنت اسرار احمد

مغربی دنیا میں اسلام کی عزت

اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورت کو ایک بہترین یونیفارم دیا ہے جو حجاب کی شکل میں ہے۔ عورت کا اصل حسن، عزت اور اسلام کی عزت اور شان اسی میں ہے کہ وہ اللہ کے عطا کردہ یونیفارم کو زیب تن کر کے باہر نکلے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر سکول یا ادارے کا اپنا یونیفارم اور اُصول ہوتے ہیں جن کی پابندی لازم ہوتی ہے اور پابندی نہ کرنے کی صورت میں سزا ہوتی ہے۔ اُس ذاتِ باری تعالیٰ نے بھی خواتین کو کچھ قواعد وضوابط عطا کئے ہیں، جن پر عمل کرنے میں ہی انسانیت کا بھلا ہے۔ مسلمان خواتین کو جو یونیفارم رب نے عطا کیا ہے اُس سے نہ صرف اُن کے مقام ومرتبہ اور اُن کی نسوانیت کی مزید حفاظت ہوگی، بلکہ اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے سے مغربی دنیا پر اسلام کا رعب وجلال بھی ہوگا۔

جن باتوں پر مغربی دنیا آج مسلمان اور اسلام کا مذاق اُڑانے کا موقع آئے روز ڈھونڈتی رہتی ہے، اُن میں آج کی سیکولر مسلمان خواتین کا بہت بڑا حصہ ہے۔ یہ وہ عورتیں ہیں جو پردے کو (معاذ اللہ) تنگ ذہنیت کا مظہر اور فرسودہ سمجھتی ہیں۔ اسلامی سزاؤں کو ظالمانہ سزائیں خیال کرتی ہیں۔ مسلمان ہونے کے باوجود اسلام اور احکامِ رسولؐ کو ناپسند کرتی اور مغرب کو کامیاب اور قابل تقلید گردانتی ہیں۔ کاش وہ اسلام کے احکامات کو دل وجان سے اپنا لیں اور محمد رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کی ازواج مطہراتؓ کو جو مومنوں کی مائیں ہیں مشعل راہ بنالیں تو جگ ہنسائی سے بھی بچ جائیں اور ستائی بھی نہ جائیں۔ اغیار ہمیں یہ طعنہ دیتے ہیں کہ تم ہو تو قرآن والے مگر تمہاری حرکتوں اور اعمال سے صاف ظاہر ہے کہ تم قرآن اور رسولؐ کے اسوے سے بے زار ہو۔ کاش آج خواتین کا نام اسلام کی شان بلند کرنے والوں میں آجائے۔

چند مشورے:

ذیل میں عورت کے ہر روپ ماں، بہن، بیٹی بہو، ساس، نند کے لیے چند مشورے تحریر کر رہی ہوں۔

اگر ہماری خواتین اِن پر عمل کر لیں تو پھر خواتین کی مظلومیت دنیا میں اِس طرح سامنے نہیں آئے گی جیسے کہ ہمیشہ سے آتی رہی ہے۔

1- خواتین اَن پڑھ ہوں یا پڑھی لکھی (یعنی ایک غریب ملازمت پیشہ خاتون سے لے کر ڈاکٹری اور ٹیچنگ جیسی اہم پوسٹ تک) اُنھیں لازماً حقوق وفرائض کی تعلیم دی جائے اور شریعت کے مطابق ان کی اہمیت سے آگاہ کیا جائے اور ان پر عمل کرنے کی بے انتہا تاکید ہو، جیسے والدین کے حقوق، اولاد کے حقوق، شوہر کے حقوق، بیوی کے حقوق اور عام مسلمانوں کے حقوق وفرائض بارے آگاہی۔

2- مندرجہ بالا حقوق وفرائض کے شعور، بہترین اخلاقی تعلیم اور عمل کی تاکید کے ساتھ ساتھ عفو ودرگزر، صبر وتحمل، خوش اخلاقی، ایثار اور قربانی میں امہات المومنین رضی اللہ عنہن، صحابیات اور بناتِ رسولؐ کے واقعات قلمبند کر کے کورس میں شامل کئے جائیں اور ایک اہم مشن سمجھ کر بچیوں کو ان اوصاف سے آراستہ کرنے کی کوشش کی جائے۔

3- عورت کے لباس کے بارے میں آغاز سے ہی آگاہی دینی شروع کی جائے، بچپن میں اسلامی لباس کیسا ہو؟ جوانی میں مستور لباس کیسا ہوتا ہے اور حجاب کب ضروری ہو جاتا ہے اور اِس خوبصورت لباس کے ساتھ ساتھ بتایا جائے کہ شرم وحیا خوبصورتی میں کیسے اضافہ کرتی ہے۔ نیز عاجزی، انکساری، غضِ بصر، اور سب سے بڑھ کر احکام الٰہی کی پابندی کی تربیت دی جائے۔

4- بچیوں کے ساتھ ساتھ بچوں کی تربیت کے لیے بھی مائیں بھرپور کردار ادا کریں۔ لڑکوں کو اپنی بنیادی اقدار کی تعلیم دیں، آداب معاشرت سکھائیں۔ انہیں شرم وحیاء اور غضِ بصر کی تاکید کریں۔ غضِ بصر اور ستر وحجاب کے احکامات صرف عورتیں پورا نہیں کرسکتیں، اِس میں مردوں کے تعاون کو بھی یقینی بنایا جائے۔

5- وہ تمام مرد جو شوہر بھی ہیں ان سے میری درخواست ہے کہ اپنی بیویوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں کہ اِسی کی تعلیم نبی پاک ﷺ نے حجۃ الوداع کے خطبے میں دی تھی۔ ان کے ساتھ سکون، محبت، پیار اور مودت کے ساتھ رہیں اور عفو ودرگزر کرتے رہیں، تاکہ حقیقی طور پر ایک خوشحال گھرانہ وجود میں آئے، اور خواتین بھی اپنے مردوں کی شکرگزار رہیں۔ نبی پاکؐ نے عورتوں کے متعلق فرمایا کہ میں نے تمہیں دوزخ میں زیادہ تعداد میں دیکھا ہے اور اس کی وجہ بھی بتادی کہ تم اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی ہو۔ خدارا نبی پاکؐ کے فرمودات پر غور کریں اور اُن کی روشنی میں اپنی اصلاح کریں۔

ازدواجی زندگی کا آغاز

شادی کے موقع پر ہماری کوئی بھی ادا رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق نہیں ہوتی بلکہ تمام رسومات خالصتاً ہندوؤں اور عیسائیوں کے طرز پر ہوتی ہیں۔ ان میں دین اسلام کی رمق بھی نظر نہیں آتی۔ بس ایک علامت کے طور پر رخصتی کے موقع پر بچی کو قرآن کے سائے تلے گزار دیا جاتا ہے۔ یہ چیز قرآن کے ساتھ بھی ظلم ہے اور لڑکی پر بھی۔

خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رَوَد دیوار کج

کی مانند بگاڑ یہیں سے شروع ہو جاتا ہے۔ افسوس کہ عورت ہی یہ بگاڑ پیدا کرتی ہے۔ شادی کی اکثر خرافات میں عورت کا حصہ 90% تک ہوتا ہے جس میں من جملہ دیگر چیزوں کے اسراف اور تبذیر نمایاں ہیں۔ پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ غیر اسلامی طریقے اپنانے کی وجہ سے عورت کو عورت ہی سے طرح طرح کے طعنے سننے کو ملتے ہیں۔ مثلاً جہیز کم لائی، مطلوبہ چیزیں نہیں دیں، ساس کو زیورات نہیں پہنائے، نندوں کے جوڑے پرانے تھے وغیرہ۔ آغاز ہی سے ساس نندیں بیوی کی چغلیاں شوہر سے کرنی شروع کر دیتی ہیں، جس کی بنا پر شوہر کی طرف سے ناپسندیدگی کا اظہار ہو جاتا ہے۔ پھر ہر روز کے طعنوں، الزامات، بہتان طرازیوں کی بنا پر اور کچھ لڑکی کی اپنی کم ظرفی کی وجہ سے گھر آباد ہونے سے پہلے ہی اُجڑنا شروع ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ چولہے کے ذریعے جلوانے، مٹی کا تیل چھڑک دینے، تیزاب گرا دینے اور پھر طلاق دلوا دینے کی نوبت آجاتی ہے۔ جس میں مرد سے زیادہ خود عورت (ساس، نندوں) کا قصور ہوتا ہے۔ دوسری طرف بہورانی بھی کسی سے کم نہیں۔ شوہر چاہے کتنا ہی اچھا ہو، کما کر دیتا ہو، بیوی کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہو لیکن بیوی کو شوہر اور شوہر کے والدین میں کوئی

اچھائی نظر نہیں آتی۔ نتیجتاً صرف موڈ آف کرنے، بدزبانی اور بچوں کو مار پیٹ کر لینے پر ہی بس نہیں ہوتا بلکہ شوہر کی اپنے والدین، ہمسائیوں اور ملنے والیوں سے چغلیاں کھائی جاتی ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا جاتا ہے کہ کیا کریں، صبر ہی کرنا ہے۔ حالانکہ یہ ہرگز صبر نہیں بلکہ صبر کے نام پر دھبہ اور جبر ہے۔ بعض خواتین اسی پر بس نہیں کرتیں بلکہ دوسروں کے شوہروں میں دلچسپی لینے لگتی ہیں۔ اُن کا ہر عمل اچھا نظر آتا ہے۔ اپنے شوہر سے موازنہ کر کے مزید احساس کمتری کا شکار ہو جاتی ہیں اور اپنے شوہروں سے یہ کہہ دیتی ہیں کہ فلاں کا شوہر تو اتنا اچھا ہے، ہر سال اُسے کپڑے بنا کر دیتا ہے اور اس کے لیے بہت سے تحفے خرید کر لاتا ہے اور ایک تم ہو کہ میرا کوئی خیال نہیں رکھتے۔ یہ تو میں ہوں جو تیرے گھر میں پس رہی ہوں۔ کوئی اور ہوتی تو کب کی چھوڑ کر جا چکی ہوتی۔

یہ بھی المیہ ہے کہ عورتیں ایک چھابڑی والے سے لے کر ڈاکٹر کے پاس تک جاتے وقت میک اپ کر کے اچھے کپڑے پہن کر جاتی ہیں اور اُن سے اچھے اخلاق سے پیش آتی ہیں۔ لیکن اپنے شوہروں کے ساتھ یہ انداز اختیار نہیں کرتیں، حالانکہ یہ انداز شوہروں کے ساتھ مطلوب ہے۔ اس طرح شوہروں کا اعتماد بیویوں پر سے اٹھ جاتا ہے۔ اُن کی توجہ بھی لامحالہ بنی سنوری خواتین کی طرف جانا شروع ہو جاتی ہے۔ اس کے نتیجے میں بیوی نفسیاتی بیماریوں کا شکار ہو جاتی ہے۔ اپنا گھر کاٹ کھانے کو دوڑ رہا ہوتا ہے۔ اب اسے اپنے گھر کے کام کاج بارِ گراں اور پہاڑ لگ رہے ہوتے ہیں۔ بچوں کو سنبھالنا قیامت نظر آتا ہے۔ نفسیاتی بیماریوں کے باعث راتوں کا جاگنا، جان چھڑانے کی تدبیریں سوچنا، نیند کی گولیاں کھانا یا کسی آشنا کے ساتھ بھاگ جانا یا پھر کسی ادارے میں پہنچ کر اپنی مظلومیت کا رونا رونا جیسے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ وہ مرحلہ ہوتا ہے جب مختاراں مائی جیسی عورت بننا بہت آسان ہو جاتا ہے۔

ہم مسلمانوں کا ایک المیہ یہ بھی ہے کہ ہم یہود و نصاریٰ اور ہنود اور اُن کے کلچر سے متاثر اور مرعوب ہیں۔ ہم جب یہ دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ عیش و عشرت میں پڑے ہوئے ہیں اور ان کو ان کے غلط اعمال، حرام خوریوں اور حرام کاریوں کی وجہ سے سزا بھی نہیں ملتی تو یہ سوچتے ہیں کہ ہمیں بھی اپنے اوپر شریعت کی پابندیاں اور بندشیں نہیں لگانی چاہئیں۔ ہم مسلمانوں نے یہ بندشیں اپنے اوپر کیوں لگائی ہیں۔ گویا دین و مذہب کی تھوڑی بہت بندشیں بھی ہمیں گوارا نہیں۔ آج مسلمان ہر جگہ ذلیل و رسوا ہیں۔ دنیا میں ہماری کوئی قدر نہیں۔ مغرب ہمیں نیست و نابود کرنے کے چکر میں ہے۔ ہندو ہم سے نفرت کرتا ہے۔ یہودی ہماری شناخت کو ہی گالی سمجھتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے خود ہی اپنے آپ کو کمتر خیال کیا ہے۔ اپنی تہذیب سے ناتا توڑ لیا ہے۔ غیروں کی نقالی اپنی قسمت میں لکھ لی ہے۔ آج مسلمان مرد ہو یا عورت وہ کبھی تو ہندوؤں کی نقالی کرتے اور ان کے اداکاروں اور اداکاراؤں کی تقلید پر فخر کرتے ہیں اور کبھی مغرب کا رہن سہن اور طرزِ بود و باش اپنا کر اپنے آپ کو انگریز جیسا محسوس کرنا پسند کرتے ہیں۔ ہم مغرب پرستی میں آگے سے آگے دوڑ رہے ہیں۔ نہ جانے یہ دوڑ کب رُکے گی۔

خدارا! ذرا سوچئے کہ ان کافروں کے لیے تو صرف دنیا ہے جبکہ مسلمان کے لیے اس کی جنت اس کا انتظار کر رہی ہے۔ کافر کے لیے چند روزہ دنیا کے بعد آگ، دوزخ کی سختیاں اور نہ ختم ہونے والی مصیبتیں ہیں، جوان کے استقبال کے لیے تیار کھڑی ہیں۔ یہ ضرور ہے کہ اسلام کے احکام پر چلنے والے دنیا میں مشکلات کا سامنا کرتے ہیں۔ انہیں تنگی اور فقر و فاقہ کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے اور معاشرتی تنہائی کا شکار بھی ہونا پڑتا ہے۔ بالخصوص سچی مسلمان عورت کو پردہ کرنے اور دوسرے اعمالِ صالحہ بجالانے سے یہ صورت اکثر پیش آتی ہے۔ لیکن اُسے یہ یقین ہونا چاہیے کہ یہ زندگی عنقریب ختم ہونے والی ہے اور ہمیشہ کی عیش و عشرت والی زندگی آخرت کی ہے، جو بی بی فاطمہؓ کی راہ چلنے والی خواتین کی منتظر ہے۔ کاش ہم مسلمان خواتین یہ بات سمجھ لیں۔ مسلمان خواتین اپنے طرزِ عمل پر غور کریں کہ مغرب پرستی اور مغرب زدگی سے وہ کیا بننا چاہ رہی ہیں۔ آیا حضرت عائشہؓ، حضرت فاطمہؓ، حضرت خدیجہؓ، حضرت آسیہؓ، اور حضرت مریمؑ جیسی نامور جنت کی سردار عورتیں یا پھر لیڈی ڈیانا اور ہالی ووڈ کی اداکارائیں یا ہندو اداکارائیں۔ ذرا اپنے گریبان میں جھانکیں کہ ہمارا طرزِ عمل کس کے ہمارا آئیڈیل ہونے کی نشاندہی کر رہا ہے۔ یاد رکھیں، مرنا تو ہم سب کو ہے، لیکن ہمیں مر کر مٹی ہی نہیں بننا بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا ہے۔ گویا ہماری دنیا سے آخرت کی طرف مائیگریشن ہونی ہے، جہاں سخت ترین محاسبے کے نتیجے میں اچھا یا برا رزلٹ ہمارے ہاتھوں میں ہوگا۔ ہوسکتا ہے کہ ہم میں سے بہت سی کلمہ گو خواتین قیامت کے دن یہودیوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کے ساتھ اُٹھیں۔ (اعاذنا اللہ من ذالک)۔ لہٰذا ساری دنیا کی کڑوی کسیلی باتیں سن لیں، لیکن خدارا نبی کریم ﷺ، امہات المومنین ؓ اور بنات رسولؐ کے اسوۂ حسنہ کو نہ چھوڑیں اور تادم آخر یہی کوشش کریں کہ ہمارا حشر اور انجام ان روشن ستاروں کے ساتھ ہو جو نبی ﷺ کی گھر والیاں ہیں۔ دنیا میں آپ جتنا اپنے کو نامحرم مردوں سے چھپا کر رکھیں گی، گھروں میں زیادہ سے زیادہ وقت گزاریں گی، اتنا ہی باہر کی ذلت و رسوائی اور آخرت کے عذابِ الیم سے بچ کر رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ (آمین)

ضرورت رشتہ

☆ صدیقی فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 47 سال، تعلیم C.A، آسٹریلیا (سڈنی) میں رہائش پذیر، اپنا کاروبار، (پہلی بیوی سے بوجہ مرتد ہونے کے علیحدگی) کے لیے دینی مزاج کی حامل، کم از کم گریجویٹ، 35، 36 سال تک کی بیوہ، مطلقہ، کنواری لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0321-4140887

دعائے مغفرت

- تنظیم اسلامی ملتان کے رفیق جناب مدثر لطیف کی بھتیجی قضائے الٰہی سے وفات پا گئی
- تنظیم اسلامی واپڈا ٹاؤن کے سینئر رفیق محمد صادق کا جواں سال بھانجا کرنٹ لگنے سے انتقال کر گیا
- تنظیم اسلامی اسلام آباد کے حبیب معروف وکیل جناب حشمت حبیب کی زوجہ محترمہ کا انتقال ہو گیا

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے، آمین۔ قارئین سے بھی مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

تصحیح

ندائے خلافت کے شمارہ نمبر 23 میں ''ابلیس کی بے لباس تہذیب اور اسلام'' کے عنوان سے شائع ہونے والا مضمون جناب الیاس انصار کا تھا۔ مضمون نگار نے یہ مضمون امیر تنظیم اسلامی حلقہ کراچی جنوبی انجینئر نوید احمد کے توسط سے ندائے خلافت میں اشاعت کے لیے ہمیں ای میل کیا تھا، مگر ہمارے پرچے میں مضمون نگار کے طور پر اُن کے نام کی بجائے غلطی سے انجینئر نوید احمد کا نام چھپ گیا۔ ہم اس سہو پر معذرت خواہ ہیں۔ (ادارہ)

تنظیم اسلامی ماڈل ٹاؤن کے زیر اہتمام تربیتی و اصلاحی نشست

تنظیم اسلامی ماڈل ٹاؤن لاہور کے زیر اہتمام 19 مئی 2012ء بروز ہفتہ قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن میں ایک تربیتی اور اصلاحی نشست منعقد ہوئی۔ امیر حلقہ لاہور محمد جہانگیر اس پروگرام میں خصوصی طور پر شریک ہوئے۔ یہ پروگرام شام ساڑھے چھ بجے شروع ہوا اور رات دس بجے تک جاری رہا۔ پروگرام کا آغاز ''حزب اللہ کے اوصاف'' کے موضوع پر مذاکرے سے ہوا، جو نماز مغرب تک جاری رہا۔ مغرب کی نماز کے بعد ایک سالہ کورس کے استاد ڈاکٹر حافظ محمد زبیر نے ''فتنہ دجال اور۔۔۔'' کے موضوع پر ایک فکر انگیز خطاب کیا۔ حافظ صاحب نے احادیث کی روشنی میں دجال کی شخصیت پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ کچھ لوگ دجال کو فتنہ کہتے ہیں اور کچھ لوگ اسے تہذیب کا نام دیتے ہیں، جبکہ جمہور علماء کا اس کے بارے میں مؤقف یہ ہے کہ دجال ایک متعین شخص ہوگا جو ماورائی طاقتوں کا حامل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اسے قیامت سے قبل مسلمانوں کی آزمائش کے لیے بھیجے گا اور یہ قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہوگی۔ انہوں نے بتایا کہ آج کل مغرب میں دجالی تہذیب کا سٹیج تقریباً تیار ہو چکا ہے۔ جس کا مظہر یہ ہے کہ خلائی مخلوق کا تصور ان کی فلموں میں آچکا ہے۔ ان فلموں میں مافوق الفطرت کردار دکھائے جاتے ہیں اور انہیں مغربی میڈیا کے ذریعے عام کیا جا رہا ہے۔ دجال سے بچاؤ کے بارے میں انہوں نے کہا کہ ہمیں ہر نماز میں دجالی فتنے سے بچنے کی دعا کرنی چاہیے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ ہر نماز میں یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔ ہمیں سورۃ کہف کی ابتدائی دس آیات زبانی یاد کر لینی چاہئیں۔ پھر یہ کہ ہمیں مکہ اور مدینہ میں رہائش اختیار کرنی چاہیے، کیونکہ دجال مکہ اور مدینہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ ڈاکٹر حافظ زبیر کے خطاب کے بعد امیر حلقہ محمد جہانگیر نے نظام العمل کا مطالعہ کروایا۔ نماز عشاء کے بعد بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کا خطاب ''نفاق کی حقیقت'' ویڈیو پروجیکٹر پر دکھایا گیا۔ اس پروگرام میں مجموعی طور پر 35 رفقاء شریک ہوئے۔ رات دس بجے کھانے کے بعد اس پروگرام کا اختتام ہوا۔

(مرتب: مرتضیٰ احمد اعوان)

تنظیم اسلامی نوشہرہ کے زیر اہتمام ماہانہ تربیتی اجتماع

تنظیم اسلامی نوشہرہ کا ماہانہ تربیتی اجتماع 20 مئی 2012ء بروز اتوار صبح 9 تا 12 بجے مرکز تنظیم نوشہرہ میں منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز مقامی ناظم دعوت قاضی فضل حکیم نے ''دینی فرائض کا جامع تصور'' سے کیا۔ انہوں نے ایمان حقیقی، بندگی رب، دعوتِ بندگی اور نظام بندگی کو بہت منفرد اور سادہ انداز میں وائٹ بورڈ کی مدد سے بیان کیا۔ رفقاء نے اس دلچسپ انداز سے سمجھانے کو پسند کیا اور کافی اثر لیا۔ اس کے بعد معتمد نوشہرہ جاں نثار اختر نے ''رفقاء کے مطلوبہ اوصاف اور ذمہ داریاں'' کے حوالے سے گفتگو کی، اور رفقاء کو مطلوبہ نصاب و تربیتی کورسز کی تکمیل اور انفاق فی سبیل اللہ پابندی سے جمع کرانے کی ترغیب دلائی۔ انہوں نے رفقاء پر یہ واضح کیا کہ تنظیمی اجتماعات میں ذاتی مصروفیات کے باوجود شرکت کرنا ضروری ہے۔ اس کے بعد ناظم تربیت جناب نصر اللہ نے ''اسلامی نظم جماعت میں بیعت کی اہمیت اور التزام جماعت'' کے موضوع پر وائٹ بورڈ کی مدد سے مفصل گفتگو کی۔ (رپورٹ: رفیق تنظیم)

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ

''کلیۃ الدعوۃ چہلہ بانڈی (مرکز اسلامی) مظفر آباد آزاد کشمیر'' میں

مبتدی تربیتی کورس

یکم تا 7 جولائی 2012ء

(بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

اسی مقام پر

نقباء و امراء تربیتی و مشاورتی اجتماع

6 تا 8 جولائی 2012ء

(بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار ظہر)

کا انعقاد ہو رہا ہے

تربیتی کورس میں زیادہ سے زیادہ رفقاء اور مشاورتی اجتماع میں امراء و نقباء شامل ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

المعلن: تنظیم اسلامی شعبہ تربیت:

برائے رابطہ: (042)36316638-36366638
0333-4311226